احتساب العروض

مصنف

ڈاکٹر کندن اراولی

ایم۔ اے، پی ایچ۔ ڈی۔

مُکل پرکاشن، چنڈی گڑھ

احسان العروض

مصنّف

ڈاکٹر کُندن اراولی

ایم۔اے؛ پی ایچ۔ڈی۔

مُکل پرکاشن، چنڈی گڑھ

کا بھی مقام ہے اور اسباب واوتاد و فواصل کا بھی۔ البتہ یہ ماننا پڑے گا کہ عروضِ خلیلیہ صرف وارنک (حروفی) ہے، مقداری (ماترک) نہیں۔ کیونکہ اس میں حرکات وسکنات کا التزام کارفرما ہے۔ جبکہ پنگل کا چھند سوتر حروفی بھی ہے اور مقداری بھی۔ بہرحال عربی عروض کی بنا بھارتی چھند سوتر پر رکھی ہوئی ہے لیکن خلیل نے اجزائے ثانیہ عربی علمِ صرف کے حساب سے رکھ کر الگ راہ نکال لی۔ یہی وجہ ہے کہ بنیاداً ایک جیسی ہونے کے باوجود دونوں عروض مختلف سے ہیں۔ پھر بھی عروضِ خلیلیہ کی ہر سالم ومزاحف بحر پنگل کے عروض میں اوّل تو موجود ہے ورنہ پیدا کی جا سکتی ہے۔

چھند کے جدا مجدانے صوت کو باندھنے کا کام 'وید' کے وجود میں آنے سے پہلے ہی سرانجام دے دیا تھا، جس سے خلیل نے بھرپور استفادہ کرکے اپنے عروض کی صوتی اکائیوں کو تشکیل دی۔ "انسائیکلو پیڈیہ برٹینکا" ۱۹۶۱ء جلد ۱۳ میں خلیل کے بارے میں لکھا ہے "اس نے عربی لغت 'کتاب العین' اور عروض کے علاوہ صوتی نظام پر مبنی ایک خاص ابجد مرتب کیا تھا، جس پر سنسکرت کا اثر جھلکتا ہے۔" میں سوچتا ہوں کہ جب خلیل کے "خاص ابجد" پر سنسکرت کا اثر جھلکتا ہے تو عربی عروض کو وضع کرنے میں تو پنگل اور دوسرے سنسکرت آچاریوں سے بھی اسے ضرور استعانت ملی ہوگی۔ نیز سنسکرت عروض اور عربی عروض کی بنیادی اکائیوں اور متعدد بحور میں باہم مشابہت سے تو یہ حقیقت اور بھی قرینِ قیاس اور قابلِ قبول ہو جاتی ہے۔

غالب کے قابلِ قدر شاگرد قدر بلگرامی نے لکھا ہے کہ "علامہ صفدی غیث منسجم میں کہتے ہیں کہ شعرِ یونانی کا وزن خاص ہے۔ ان کے ہاں بحور بھی مقرر ہیں۔ وہ لوگ ارکان کو ایدی وارجل کہتے ہیں۔ ایدی کی اصل ید ہے جس کے معنی دست اور ارجل رجل سے ہے جس کے معنی پا اور یہ گھوڑے کی صفت ہے۔ چونکہ خلیل وہ زبان جانتا تھا لہٰذا اس کو یونانی عروض سے استخراجِ فن میں بہت مدد ملی اور اس تحقیق کی تصدیق خواجہ نصیرالدین طوسی علیہ الرحمہ کے بیان سے قریب ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ خلیل نے اسمائے زحافات ابدانِ چارپا سے اخذ کیے۔ جو تغیرات کہ ارکان کے اوائل میں پائے ان کو بیماریوں سے منسوب کیا جو چوپاؤں کے مقدم بدن میں عارض ہوتی ہیں۔ اور جو تغیرات کہ اواخرارکان میں دیکھے

ان کو ان علتوں سے نامزد کیا جو چارپا کے اسفل بدن میں واقع ہوتی ہیں۔ جبکہ چارپاؤں کی بیماریوں سے تغیرات کے نام ٹھہرے تو گھوڑے کے دست وپا کے ناموں کے مطابق یعنی ایدی وارجل یونانی سے خلیل کو استعانت ملنی بقول سعد الشارحین مفتی سعد اللہ شارح معیار الاشعار کچھ تعجب نہیں۔"

بہرحال عروضِ خلیلیہ پنگل کے چھند سوتر، کی ہی طرح ہمہ گیر علم ہے جس نے عربی، فارسی، اردو وغیرہ متعدد زبانوں کی شاعری کو طرح طرح کی بحریں دی ہیں۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ 'چھند سوتر' بھی ویدک، سنسکرت، پراکرت، اپ بھرنش، ہندی یعنی انڈو یورپین خاندان کی متعدد زبانوں کی شاعری میں رواں دواں ہے۔ یہاں تک کہ اردو، فارسی اور عربی شاعری میں مستعمل بحور سنسکرت چھندوں کی ہی شکلیں ہیں۔ دراصل عربی عروض کی یہ ہمہ گیری ہی اردو زبان کی شاعری کے لئے کوئی الگ عروض ایجاد کرنے کے خواہاں منچلوں کے منصوبے پورے نہیں ہونے دیتی۔ مجھے تو ترکی زبان کے روسی شاعر ناظم حکمت کا وہ سوال بھی برحق معلوم نہیں ہوتا جو انہوں نے فیض احمد فیض سے ان الفاظ میں کیا کہ "تم اپنی اردو زبان یا میری ترکی زبان کو لے لو۔ ان زبانوں کا اپنا صوتی آہنگ تو کچھ اور ہے لیکن شعر میں پیروی سب عربی عروض کی کرتے ہیں، وہ کیوں بھئی؟ فیض نے انہیں کیا جواب دیا، معلوم نہیں۔ لیکن اس سوال کا جواب عروض کی وہی ہمہ گیری اور وسعت ہے جس میں متعدد زبانوں کے صوتی آہنگوں کو ان کا صحیح پیمانہ مل جاتا ہے۔ کم از کم فیض کی زبان اردو کو تو مل ہی گیا، ترکی زبان کے بارے میں رائے زنی کرنے کا مجھے حق نہیں ہے۔

خلیل نے چار اجزائے ثانیہ کو بہ طریقۂ تقدیم و تاخیر ترتیب دے کر دس ارکان وضع کئے اور بقاعدۂ تکرار و خلطِ ارکان صرف سولہ بحریں بنائیں۔ دراصل خلیل عدیم الفرصت انسان تھا۔ میرا خیال ہے کہ اگر اسے اپنے عروض پر دوبارہ غور کرنے کا موقع مل جاتا تو وہ نہ صرف اپنے اقوالِ متنازعہ کو نظرِ ثانی کے بعد حسب ضرورت نئی شکل دے دیتا بلکہ وہ اپنے ادھورے فن کو تکمیل بھی دے دیتا۔ مگر اس محدود و نامعتبر زندگی میں اکیلا آدمی کیا کیا کرے۔ اس غریب کو تو (ایک روایت کے مطابق) اپنی جاریہ کی امداد پر بھی آنا پڑا۔ اس نے سوچا کہ ایک ترازو یا ایک حساب ایسا ایجاد کر کے اپنی نوکرانی کو تعلیم دے کر خرید و فروخت کرتے وقت وہ دوکانداروں کی ٹھگی میں نہ آئے۔ ایسے ہی حساب کو ایجاد کرنے کے انہماک میں ادھر

اُدھر چکر لگاتے لگاتے وہ ایک ستون سے ٹکرا کر سر کے بل ایسا گرا کہ پھر اٹھ نہ سکا۔ اس دن کو یوم الاحد کہتے ہیں یعنی ۱۷۵ھ لیکن ابنِ عماد کے قول کے مطابق ۱۰۰ھ خلیل کی پیدائش کا سال ہے۔

جن چار اجزائے ثانیہ سے خلیل نے ارکان عشرہ وضع کئے ان سے اور ارکان بھی وضع کئے جا سکتے تھے۔ مگر مکھی پر مکھی مارنے کی عادت نے بعد کے عروضیوں کی حسِ اختراع کو سلائے ہی رکھا۔ حال آں کہ مف عولُ اور فاعِ لن دونوں ارکان عروضی قوانین کے عین مطابق بنتے ہیں۔ میں نے ان دونوں ارکان اور دوسرے ارکان سے بقاعدہ تکرار و اختلاط متعدد بحریں ایجاد کی ہیں۔ اس رسالے کی تصنیف کی تحریک مجھے اسی سبب سے ہوئی۔

اصل میں خلیل نے وہی بحریں اور اوزان بنائے جن میں عربی اشعار اس کے زمانے میں ملتے تھے۔ اس نے تو بحر متقارب پر ہی اکتفا کر کے اس بحر کے دائرہ کا نام بھی 'منفردہ' رکھا، حالانکہ اس دائرہ سے بحر متدارک بھی اس نے نکالی تھی مگر اس نے یہ بحر اس لئے چھوڑ دی کہ اسے اس بحر میں اشعار نہیں ملے۔ بعد میں ابوالحسن اخفش نے بحر متدارک میں اشعار ڈھونڈ نکالے اور دائرہ کو متفقہ نام دے کر متقارب و متدارک کو دائرے میں ڈھال دیا۔

دائرہ مختلفہ سے بھی پہلے تین بحور طویل، مدید، بسیط پھر دو بحریں عریض اور عمیق مستخرج ہوئیں مگر ان دونوں بحروں کو متروک الاستعمال قرار دیا گیا۔ صدیوں بعد ہندوستان میں علامہ سحر عشق آبادی (متوفی مارچ ۳۱، ۱۹۷۸ء) نے اس دائرہ سے چھٹی بحر 'وسیع' ایجاد کی مگر دائرہ پھر بھی تشنۂ تکمیل رہ گیا۔ میں نے اسی دائرہ سے اپنے وضع کردہ 'اصولِ بحرِ متقابل' کی رو سے دو اور بحریں خلیل و قرشی ایجاد کر کے دائرہ مختلفہ مکمل کر دیا ہے۔

میں نے ارکان مف عولُ و فاعِ لن نیز خلیل کے وضع کردہ بعض ارکان پر مشتمل جو بحریں نکالی ہیں، ان بحور میں کچھ بحریں تو خلیل کی بحور کی مفروقی شکلیں ہی ہیں۔ بہر حال میری ایجاد کردہ ہر بحر دائرے سے مستخرج ہے۔ اور ان کے ارکان کے اجتماع میں تین قاعدے خلیل کے اور دو میرے قاعدے کارفرما ہیں۔ 'اصولِ بحرِ متقابل' کے پیشِ نظر اب اس قول میں بھی دم نہیں رہا کہ "رکن یا ارکان میں جتنے جز ہوتے ہیں، اتنی ہی بحریں دائرہ میں ہوتی ہیں۔" کیوں کہ اس اصول کے تحت رکن یا ارکان کے اجزا سے زیادہ بحریں نکل آئی ہیں جیسا کہ میرے بنائے ہوئے دائرہ مختلفہ اور دوسرے دائروں سے ثابت ہے۔

اس رسالے میں آئی سبھی نئی بحروں کی ایجاد میں ۱۹۸۲ء میں کر چکا تھا۔ بعد میں دورانِ مطالعہ معلوم ہوا کہ بحر وسیط کی ایجاد بحر متشابہ کے نام سے حضرت محبّ دہلوی بہت پہلے کر گئے ہیں۔ دائرہ مختلف مثنیٰ خماسی کی بحور طویل، مدید، بسیط، وسیع، عریض اور عمیق اور دائرۂ محرفہ مختلف کی بحور کے دائرے میں نے برادرم زآر علامی کی فرمائش پر ۱۹۸۳ء میں بنائے تو معلوم ہوا کہ یہ بحریں علامہ سحر عشق آبادی کی ایجاد ہیں۔ ان بحروں کے نام حضرت زآر علامی نے بذریعہ مکتوب مجھے ۱۹۸۹ء میں بتائے اور ان کے دائرہ کا نام مجتہدہ بتایا۔ اسی مکتوب سے علم ہوا کہ علامہ عشق آبادی دائرۂ مستعدہ کی چھ بحور نصیر، نظیر، ضمیر، خبیر البشیر اور ظہیر بھی ایجاد فرما گئے ہیں جو دائرۂ متماثلہ کے تحت میں نے بھی بنائی تھیں۔ لہٰذا میں نے بحورِ مذکورہ کو ان بزرگوں کے حساب میں ہی لکھا ہے۔ "حق بہ حق دار رسید"۔

مجھے اس کمی کا خیال ہے کہ میں نے اپنی ایجاد کردہ بحور کے مزاحف اوزان نہیں بنائے اور بحروں کے اشعار بطور امثلہ بھی تلاش نہیں کئے۔ ویسے یہ بھی ضروری نہیں کہ ان سبھی بحروں میں اشعار کہے گئے ہوں۔ بہر حال یہ کام کسی اور دانشور کے ذمہ سہی۔ مجھے تو ان بحروں کو ایجاد کرنے کی مہلت مل گئی، اسے ہی غنیمت سمجھتا ہوں۔ ورنہ اس قدر کھینچ تان، تنگ دستی اور سچ کہوں تو تہی دستی کی زندگی میں اس کی بھی کیا امید تھی۔ بہر کیف ان بحروں اور ان کے مزاحف اوزان میں جو اشعار ہونگے وہ از روئے عروض صحیح مانے جائیں گے۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ جو شعرا شعر کہنے کے لئے نئی بحریں تلاش کرنا چاہیں گے، میری یہ ادنیٰ کاوش ان کی مددگار ثابت ہو گی۔

میں نے ۱۹۵۹ء میں ہی عروضِ خلیلیہ کے ادھورے پن کو محسوس کر لیا تھا اور اس میں آئی ہوئی زحافی فضولیات سے بھی مجھے کوفت ہونے لگ گئی تھی۔ میں نے اس وقت کے مشاہیر سے استفسار بھی کئے اور خود بھی ان پر غور کرتا رہا۔ علامہ سحر عشق آبادی نے بھی ۱۹۶۵ء میں تشعیث، اضمار، عصب، ثلم، عضب، درس، اسباغ اور اذالہ نو زحافوں کو عروض سے نکال دینے کی تجویز رکھی تھی۔ میں نے بھی اس رسالے میں زحافی تنازعے اٹھا کر عروضی فضولیات ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ امید کرتا ہوں کہ اہل نظر احباب عروض کو خس و خاشاک سے پاک کرنے میں ساتھ دے کر اپنا ادبی فرض ادا کریں گے۔

آخر میں اگلے عروضیانِ ہند و عرب و عجم و یونان و برطانیہ کا احسان مانتے ہوئے میں نہایت ادب اور عقیدت سے ان کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ان کے اقوال نے میری رہنمائی کی۔ علامہ سحر عشق آبادی آنجہانی کا تو میں خاص طور پر احسان مند ہوں کہ انہوں نے مجھے علمِ عروض کا چسکا لگایا اور "ایکلویہ" کی طرح ریاض کرنے کا حکم دے کر اکیلا چھوڑ دیا۔ ع

بلہاری گورو آپ نے گوبند دیو بتائے،
کاش مجھ سے دکشنا لینے کے لئے وہ آج زندہ ہوتے۔

کُندن اراولی

چنڈی گڑھ
مئی ۱ر ۱۹۹۱ء

اجزائے ارکان

شعر میں حروف و حرکات جزوِ اول ہیں اور شعر کے مولفاتِ حروفِ متحرک و ساکن اجزائے ثانی ہیں۔ محقق نصیر الدین طوسی علیہ الرحمہ کے اس قول کی روشنی میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ حرکات و سکنات کے باہم مرکب ہونے سے جو بھی کلمہ بنتا ہے اسے جز کہتے ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں اسباب، وتد اور فاصلہ، یہی اجزائے ثانیہ ہیں۔ ان تینوں اجزائے ثانیہ کی مزید دو دو قسمیں ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

اسباب | ۱۔ سببِ خفیف۔ دو حرفی کلمہ۔ پہلا حرف متحرک دوسرا ساکن مثلاً، صد، جا، ہی بو، کے، ہو۔

۲۔ سببِ ثقیل۔ دو حرفی کلمہ، دونوں حرف متحرک مثلاً ہَمَہ۔ صِلَہ۔ دَمَہ

اوتاد | ۱۔ وتدِ مجموع۔ تین حرفی کلمہ۔ پہلے دو حرف متحرک تیسرا ساکن مثلاً قمر، جزا، روی
۲۔ وتدِ مفروق۔ تین حرفی کلمہ۔ پہلا اور تیسرا حرف متحرک اور دوسرا ساکن مثلاً لالہ۔ ہالہ

فواصل | ۱۔ فاصلۂ صغریٰ۔ چار حرفی کلمہ۔ پہلے تین حروف متحرک چوتھا ساکن مثلاً۔ غلطی، حرکت دَرَجہ۔ بَرَکت۔

۲۔ فاصلۂ کبریٰ، پانچ حرفی کلمہ۔ پہلے چار حروف متحرک پانچواں ساکن مثلاً بحرکت، بہ برکت، بہ درجہ
ان کے علاوہ اہلِ فارس نے تینوں اجزا کی ایک ایک قسم اور بتائی ہے۔

سببِ متوسط | تین یا چار حرفی کلمہ جس کا پہلا حرف متحرک باقی ساکن ہوں۔ مثلاً۔ بار۔ یاس، زلیست، گوشت، اسے سبب وقف بھی کہتے ہیں۔

وتدِ کثرت | چار حرفی کلمہ جس میں پہلے دو حرف متحرک اور باقی دو ساکن ہوتے ہیں۔ مثلاً رواج، فسانہ بہار۔

فاصلۂ عظمےٰ | چھ حرفی کلمہ۔ پہلے پانچ حروف متحرک، چھٹا ساکن، جیسے۔ صنم و خُدا، ادبِ غلط۔

ان تینوں اقسام کے اجزائے ثانیہ کے بارے میں مجھ سے پہلے کئی بزرگوں نے رائے زنی کی ہے۔ اور میں ان اہلِ نظر کا ہمنوا ہوں جنھوں نے ان اقسام کو محض فضول و بیکار بتایا ہے۔

جن چار اجزائے ثانیہ کے اجتماع سے ارکانِ عشرہ کو تشکیل دی گئی ہے وہ ہیں سببِ خفیف، وتدِ مجموع، وتدِ مفروق اور فاصلۂ صغریٰ۔ سببِ ثقیل اور فاصلۂ کبریٰ کا ارکان کی تشکیل میں دخل نہیں ہے۔ کیونکہ سببِ ثقیل سے سب سے چھوٹے جز سببِ خفیف کو ملایا جاتا ہے تو فاصلۂ صغریٰ بن جاتا ہے جو پہلے ہی ایک آزاد جز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور فاصلۂ کبریٰ میں متوالی چار حرکتیں ہیں، چار حرکتیں متوالی کسی بھی رکن میں نہیں آتیں۔ زیادہ سے زیادہ تین حرکتیں متوالی روا ہیں۔

اس کے علاوہ تکرارِ جز سے بنے رکن بھی ف ع ل سے مشتق ہونے کے باوجود ارکان میں شامل نہیں کئے گئے۔ مثلاً تکرارِ سببِ خفیف سے بنے رکن 'فعلن' اور مف عولن۔ یا تکرار اوتاد سے بنا رکن مفاعلن۔ تکرارِ فاصلۂ صغریٰ سے بنا رکن مُتَفَاعِلَتُن بھی ارکانِ عروض میں شامل نہیں ہے۔ تکرارِ اجزا سے مولف ارکان کو اصلی ارکان کے زمرے میں نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ان ارکان سے کوئی دوسری بحر نہیں بنتی۔ یوں تو مفاعی لن رکن مفاعِلَتُن سے بذریعہ عصب حاصل ہوتا ہے مگر اس میں تکرارِ اجزا نہیں ہے اس لئے یہ اصلی رکن ہے اور اس سے بحرِ ہزج بنتی ہے جس کے دائرے سے رجز اور رمل دو بحریں اور نکلتی ہیں۔ اسی طرح مستفعلن بھی رکن متفاعلن کی مضمر صورت ہے جس سے بحر رجز بنتی ہے جو ہزج اور رمل کی ہم دائرہ بحر ہے۔ مختصر یہ کہ تالیفِ ارکانِ اصلی میں تکرارِ اجزا کا نہ ہونا لازم ہے۔

یہ سارا کام خلیل ابنِ احمد بصری بن فراہید بن مالک بن نہم بن عبداللہ بن مالک بن مضر بن ازدی نے کیا۔

ارکان عروض - افاعیل

تالیفِ ارکان

خلیل نے چار اجزائے ثانیہ کے اجتماع سے جن ارکانِ عشرہ کو تشکیل دی ان کی تفصیل یوں ہے :-

۱۔ سببِ خفیف + وتدِ مجموع	فا + علن	یعنی	فاعلن
۲۔ وتدِ مجموع + سببِ خفیف	علن + فا	″	فعولن
۳۔ دو اسبابِ خفیفہ + وتدِ مجموع	مس تف + علن	″	مس تف علن
۴۔ وتدِ مجموع + دو اسبابِ خفیفہ	علن + مس تف	″	مفاعی لن
۵۔ سببِ خفیف + وتدِ مجموع + سببِ خفیف	س + علن + تف	″	فاعلاتن
۶۔ دو اسبابِ خفیفہ + وتدِ مفروق	مف عو + لاتُ	″	مف عولاتُ
۷۔ وتدِ مفروق + دو اسبابِ خفیفہ	لاتُ + مف عو	″	فاعِ لاتن
۸۔ سببِ خفیف + وتدِ مفروق + سببِ خفیف	مف + لاتُ + عو	″	مس تفعِ لن
۹۔ وتدِ مجموع + فاصلۂ صغریٰ	علن + متَفَا	″	مفاعِلَتُن
۱۰۔ فاصلۂ صغریٰ + وتدِ مجموع	مُتَفا + علن	″	مُتَفاعلن

مندرجہ بالا تفصیلِ تشکیلِ ارکان میں چھٹے رکن مف عولاتُ پر نظر پڑتے ہی یہ بات ابھر کر ذہن میں آتی ہے کہ دو اسبابِ خفیفہ اور ایک وتدِ مفروق پر مشتمل اِس رکن کو بنانے سے پہلے ایک سببِ خفیف اور ایک وتدِ مفروق کے اجتماع سے ایک اور رکن مف عولُ، بنانا بھی واجب ہے۔ اور اس کی مقلوبی صورت سے یعنی ایک وتدِ مفروق اور ایک سببِ خفیف کے اجتماع سے مزید ایک اور رکن فاعِ لن، بھی حاصل ہوتا ہے۔

ارکان خماسی فعولن و فاعلن کی تالیف کے بیان کے بعد محقق طوسی بھی فرماتے ہیں کہ "و دیگر تالیفہا ممکن کہ در خماسی افتد و ایں شش نوع باشد از اصول نستم ند"، یہ "دیگر چھ تالیفیں" یوں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ سببِ خفیف + وتدِ مفروق = مف عولُ

۲۔ وتدِ مفروق + سببِ خفیف = فاعِ لن

۳۔ سببِ ثقیل + وتدِ مجموع = فَعِلَتن
۴۔ وتدِ مجموع + سببِ ثقیل = مفاعِلُ
۵۔ سببِ ثقیل + وتدِ مفروق = فعِلاتُ
۶۔ وتدِ مفروق + سببِ ثقیل = فاعِ لَتُ

قاعدے کی بات ہے کہ جب سببِ ثقیل کا ارکان کی تشکیل میں دخل ہی نہیں ہے تو اس سے مؤلف ارکان قطعاً بے اصول مانے جائیں گے۔ کیونکہ مندرجہ بالا تفصیل میں مندرج تیسری تالیف فَعِلَتُن میں تو چار حرکتیں متوالی ہیں ہی، چوتھی تالیف مفاعِلُ، پانچویں تالیف فعِلاتُ اور چھٹی تالیف فاعِ لَتُ سے جب بحر بنائیں گے تو چار حرکتیں متوالی لازماً آئیں گی۔ لہٰذا یہ چاروں تالیفیں بلاشبہ مہمل ہیں۔ محقق طوسی نے چھ ارکانِ سباعی مفاعی لن، مس تف علن، فا علاتن، مس تفع لن، فاعِ لاتن اور مف عولاتُ کے علاوہ اٹھارہ اور تالیفوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح مُتَفَاعِلَن کے شروع میں اور مَفَاعِلَتُن کے درمیان میں سببِ ثقیل تصور کرکے ایک رُکن فاعِلاتکُ تراشا جس کے اخیر میں سببِ ثقیل ہے۔ حالانکہ مُتَفَا اور عِلَتُن کا فاصلۂ صغریٰ کی شکل میں آزاد وجود ہے۔ ہوسکتا ہے کہ محقق نے ارکانِ خماسی وسباعی کی یہ ثقیل تالیفیں اس لئے تجویز فرمائی ہوں تاکہ ان کے وضع کردہ رکن فاعلاتکُ کو عروض میں جگہ مل جائے۔ شکر ہے کہ فاعلاتکُ کو وہ خود ہی مہمل قرار دے گئے۔ انہیں بعد میں یاد آگیا ہوگا کہ سببِ ثقیل ارکان کی تشکیل میں کام نہیں دیتا۔

لیکن مف عولُ اور فاعِ لن دو ایسی تالیفیں ہیں جو غور طلب ہیں۔ ان دو اور باقی چار متذکرہ بالا تالیفوں کے بارے میں محقق طوسی فرماتے ہیں کہ انہیں اصول میں شمار نہیں کرتے۔ میں کہتا ہوں کہ جب مف عولُ و فاعِ لُن کو شروع ہی سے ارکان میں شامل نہیں کیا گیا تو انہیں اصول میں کوئی شمار کیسے کرتا؟ خیر! باقی چار تالیفیں تو از روئے عروض ناروا ہی ہیں۔

منشی مظفر علی اسیر لکھنوی زرِ کامل عیار ترجمہ معیار الاشعار، میں یوں رقم طراز ہیں۔

"اور تالیف سبب خفیف کے ساتھ وتد مفروق کی پس تقدیم سبب میں وہی قباحت ہے تحریک آخر کی اور تقدیم وتد مفروق میں بعینہٖ صورت فاعلن کے ساتھ فاعلن کی ہے اور تکرار نازیبا ہے۔" اسیر صاحب کے ارشاد کے متعلق میری دلیل یہ ہے کہ جب فاعِ لاتن کے

شروع میں وتدِ مفروق کو اور مف عولاتُ میں تحریکِ آخر کو قبیح تصور نہیں کیا گیا تو مف عولُ اور فاعِ لنُ میں یہ قباحت کیوں کر مان لی جائے؟ نیز فاعِ لن کے ساتھ فاعِ لن کی تکرار نازیبا کیوں تسلیم کر لی جائے یہ دیکھتے ہوئے کہ اس رکن میں اجزا کی تکرار نہیں ہے۔ اگر فاعلن کے ساتھ فاعلن کی تکرار بحر متدارک میں زیب دیتی ہے تو فاعِ لن کے ساتھ فاعِ لن کی تکرار بھی نازیبا نہیں کہی جا سکتی۔ اور اگر اثیر صاحب کو یہ ڈر تھا کہ فاعلن کے ساتھ فاعلن کی تکرار سے بنی بحر متدارک پہلے ہی موجود ہے اور فاعِ لن فاعِ لن .... الخ .... میں بھی وہی بات ہے لہٰذا یہ تالیف محض فضول ہے تو ان کا یہ ڈر بھی قابلِ ہمدردی نہیں کیونکہ فاعِ لن میں وتدِ مفروق نے جگہ پا کر دوسری بحروں میں اور ہی بات پیدا کر دی ہے۔ لہٰذا میں مف عولُ اور فاعِ لن دونوں ارکان کو قبیح سمجھتا ہوں نہ نازیبا۔ بلکہ میرے نزدیک تو یہ دونوں ارکان بڑے کام کے ہیں۔ میرے اس خیال پر غور کرنے کے بعد کوئی بھی صاحب نظر میرا ہم خیال ہو جائے گا اور محسوس کرے گا کہ اب دس اور دوبارہ ارکان سے عروض، بارہ دری کی طرح ہوا دار قصر بن گیا ہے جو بارہ مقامات[1] کی موسیقی کی طرح مکمل اور بارہ برجوں[2] کے آسمان کی طرح جامع ہے جس میں بارہ ارکان کے بارہ آفتاب درخشاں ہیں اور جن کی تجلی سے قصرِ عروض بارہوں ماہ بارہ بان کے سونے کی طرح جگمگاتا رہے گا۔

---

[1] راست عشاق بوسلیک بساز بانوا اصفہاں بزرگ نواز
کوچک استاد عراق زنگولہ پس حسینی ورا ہوئے وحجاز

[2] حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت۔

جملہ حقوق بحقِ مصنّف محفوظ ہیں۔

مصنّف :۔ کُندن اراولی۔
نام :۔ کُندن سنگھ۔
پیدائش :۔ یکم مئی ۱۹۳۴ء۔
مقام :۔ موضع کھالیٹہ (ریواڑی)۔
تعلیم :۔ ایم۔اے۔پی ایچ۔ڈی۔
پیشہ :۔ تدریس۔

پتہ :
۱۔ گورنمنٹ کالج فار گرلز۔ سیکٹر۔۱۱ چنڈی گڑھ
۲۔ ۳۳۱۲۔اے۔ سیکٹر ۲۴ ڈی۔ چنڈی گڑھ

اشاعت اول :۔ ۱۹۹۱ء۔ تعداد :۔ ۵۰۰۔
تزئین :۔ احسان الٰہی کامل۔

قیمت :۔ پچاس روپے

طباعت :۔ سلور پریس چتلی قبر دہلی

ناشر :۔ کُمکُل پرکاشن ۸۲۶/۱۔ سیکٹر ۴۰۔اے۔ چنڈی گڑھ

قاعدۂ اجتماعِ ارکان

عروضِ خلیلیہ کی بحروں کی ساخت پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلیل نے بحر میں صدر کے رکن پر نظر رکھ کر اجتماعِ ارکان کیا ہے۔ یعنی اگر صدر کے رکن کے آغاز پر سبب ہے تو حشو و عروض کے ارکان کے آغاز پر بھی سبب ہی ہو، وتد ہے تو وتد ہی اور فاصلہ ہو تو فاصلہ ہی ہو۔ بحر میں اجزا کی اس ترتیب کے پیشِ نظر اب تک بنی سبھی بحریں مندرجہ ذیل تین قاعدوں کے مطابق ہیں۔

۱۔ تکرارِ ارکانِ بسیط

۲۔ خلطِ ارکانِ متشابہ مخالف بہ کم

۳۔ خلطِ ارکانِ متشابہ مخالف بہ کیف

تکرارِ ارکانِ بسیط:۔ یعنی مربع، مسدس، مثمن یا مضاعف بحر میں ایک ہی رکن کی تکرار ہونا۔ مثلاً متقارب، متدارک، ہزج، رجز، رمل، وافر اور کامل بحروں میں۔

خلطِ ارکانِ متشابہ مخالف بہ کم:۔ یعنی خماسی و سباعی ارکانِ متشابہ خلط کرنا۔ مثلاً طویل، مدید، بسیط، عریض، عمیق اور وسیع بحروں میں۔

خلطِ ارکانِ متشابہ مخالف بہ کیف:۔ یعنی سباعی ارکانِ متشابہ کو خلط کرنا جنکی کیفیت از روئے صفت ایک نہ ہو۔ مثلاً سریع، جدید، قریب، منسرح، خفیف، مضارع مقتضب، مجتث اور مشاکل بحروں میں۔

لیکن میری دریافتوں کے لئے یہ پیمانے ناکافی ہیں۔ لہٰذا اپنی ایجاد کردہ بحور کے لئے میں نے دو اور قاعدے حسبِ ذیل بنائے ہیں۔

کون سی بحور ایجاد؟

۱۔ خلطِ ارکانِ مختلفہ مخالف بہ کم

۲۔ خلطِ ارکانِ مختلفہ مخالف بہ کیف

خلطِ ارکانِ مختلفہ مخالف بہ کم:۔ یعنی خماسی و سباعی ارکانِ مختلفہ کا اختلاط

جن کے آغاز پر سبب یا وتد کی تکرار لازم نہ ہو۔ مثلاً دائرہ مختلفہ کی خلیل وقرشی بحروں میں
خلطِ ارکانِ مختلفہ مخالف بہ کیف :۔ یعنی سبب یا وتد کی ترتیب کے بغیر شروع ہونے والے مختلف سباعی ارکان کا اختلاط۔ مثلاً دائرہ متماثلہ کی بحور نفیر وبشیر اور دیگر بحروں میں۔

ایسے التزام کے ساتھ جب بحریں دائرہ سے استخراج پا جاتی ہیں تو اعتراض کے لئے کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ دائرہ سے اگر ارکان نکلیں گے تو ان میں کوئی بحر بھی ضرور ہوگی۔

ان دونوں قاعدوں سے میرے اصولِ بحرِ متقابل کی اصالت ثابت ہو جاتی ہے اور خاص بات یہ پیدا ہو گئی ہے کہ ان سے عروض کی محدودیت ختم ہو گئی ہے۔

اثنا عشرہ ارکان، یعنی مف عولُ اور فاع لن نیز عروضِ خلیلیہ کے ارکانِ عشرہ میں وتدِ مفروق کے دخل سے پیدا ہونے والی متعدد بحور مع دوائر پیش کرنے سے پہلے اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ علاوہ دائرۂ مشتبہ کے، خلیل نے ہر دائرے کی ابتدا وتد سے کی ہے۔ اس دائرہ کو سببِ خفیف سے شروع کرنے کی وجہ یہ فرمائی کہ اس دائرہ کی ابتدا اگر وتدِ مجموع سے کی جاتی تو یہ دائرہ بحرِ مضارع سے چھڑ جاتا۔ اس میں خرابی یہ تھی کہ وتدِ مفروق صدر کے قریب ہو جاتا اور کیونکہ وتدِ مفروق کی قربت اولِ بیت کو ضعیف کرتی ہے، اس لئے بحرِ سریع سے ابتدا کی تاکہ وتدِ مفروق صدر سے دور تر رہے اور سریع میں سببِ خفیف آغاز پر تھا، اس وجہ سے اس دائرہ کی ابتدا سببِ خفیف سے ہو گئی۔ (قواعد العروض صفحہ ۲۹)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وتدِ مفروق کو صدر سے دور رکھیں اور حشو یا عروض میں لائیں تو کیا یہ ان مقاموں کو ضعیف نہیں کرے گا؟ اگر وتدِ مفروق اس قدر نحس جز ہے تو اسے تشکیلِ ارکان کیلئے اجزا میں شامل ہی نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اور اگر وتدِ مفروق کے وجود اور اس کی افادیت سے انکار نہیں ہے تو اسکی نقل وحرکت پر ایسی قید لگانا جائز نہیں۔ پھر اس دائرہ سے مشاکل، مجتث اور مقتضب بحریں بھی تو نکلتی ہیں جن کے صدر کے رکن میں بالترتیب شروع، درمیان اور آخر میں وتدِ مفروق موجود ہے۔ بھلا ان بحور کے اولِ بیت میں یہ ضعفِ مفروقی کیوں نہیں کھٹکتا؟ جب ان بحور میں اسے روا مان لیا تو ہر جگہ ماننا چاہئے۔ لہٰذا میں نے اپنے یہاں وتدِ مفروق سے دائرہ کا آغاز روا رکھا ہے۔ کیونکہ اس سے کسی عروضی قانون کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔

دائرۂ منفردہ مفروقی

۱۔ بحر متدارک مفروقی مثمن :۔ فاعِ لن فاعِ لن فاعِ لن فاعِ لن   بحر متدارک مفروقی مسدس :۔ فاعِ لن فاعِ لن فاعِ لن

۲۔ بحر وحید مثمن :۔ مف عولُ مف عولُ مف عولُ مف عولُ   بحر وحید مسدس :۔ مفعولُ مفعولُ مفعولُ

یہ دائرہ خلیل کے دائرہ منفردہ کا ہم شکل ہے۔ اس میں انفرادیت یہ ہے کہ یہ پہلا ایسا دائرہ ہے جس سے مستخرج بحروں کے ہر رکن میں ایک جزوِ وتدِ مفروق ہے۔

اس دائرہ سے اخراج پانے والی پہلی بحر متدارک مفروقی عملی طور پر بحر متدارک ہی ٹھہرتی ہے جسے سنسکرت میں سرگوِنی، (स्रग्विणी) نام سے جانتے ہیں۔ اس لئے اس بحر کو متدارک سے الگ وجود دینا فضول ہے لیکن اس دائرہ سے ایک واحد نئی بحر بروزن مف عولُ مفعولُ مفعولُ مف عولُ اخراج پاتی ہے جو سنسکرت چھند سارنگ سنگم (सारङ्ग संगम) کے وزن پر ہے۔

یہ بحر تکرارِ ارکانِ بسیط سے مرتب ہے اور دائرہ کی واحد بحر ہونے کی وجہ سے میں نے اسے وحید نام دیا ہے۔

دائرۂ مُتساویہ

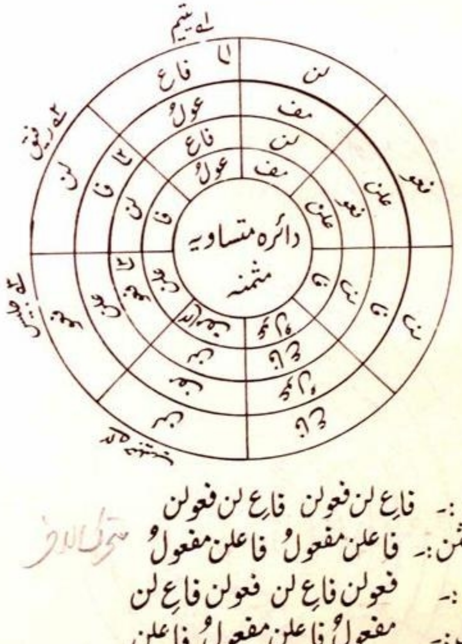

۱۔ بحر یتیم مثمن :۔ فاعِ لن فعولن فاعِ لن فعولن
۲۔ بحر رفیق مثمن :۔ فاعلن مفعولُ فاعلن مفعولُ
۳۔ بحر جلیس :۔ فعولن فاعِ لن فعولن فاعِ لن
۴۔ بحر حبیب :۔ مفعولُ فاعلن مفعولُ فاعلن

فاعلن فعولن یا فعولن فاعلن کے اختلاط سے کوئی بحر نہیں بنتی تھی۔ اس لئے فاعِ لن فعولن کا اختلاط کر کے دائرہ بنایا جس سے مندرجہ بالا چار بحور نکل آئیں۔ اس دائرہ میں فاعِ لن فعولن اور فاعلن مفعولُ ارکان کا دخل مساوی ہے اس وجہ سے دائرہ کا نام متساویہ رکھا ہے۔

۱۔ بحر یتیم :۔ فاعِ لن فعولن فاعِ لن فعولن ارکان کا اختلاط پہلے کبھی

نہیں کیا گیا۔ اس لئے یہ وزن یتیم ہی رہا۔ اسی وجہ سے میں نے اس کو بحرِ یتیم نام دیا ہے۔

۲۔ بحرِ رفیق:۔ فاعلن مف عولُ فاعلن مف عولُ وزن بحرِ یتیم کے وزن سے رفاقت رکھتا ہے یہی بحر کا نام رفیق رکھ دیا۔

۳۔ بحرِ جلیس:۔ فعولن فاعِ لن فعولن فاعِ لن وزن کی یہ بحر بھی یتیم و رفیق بحور کی ہم نشیں ہے لہٰذا جلیس نام رکھا۔

۴۔ بحرِ حبیب:۔ مفعولُ فاعلن مفعولُ فاعلن یہ بحر بھی اپنے دائرے کی اور بحروں کی ہم نفس اور دوست ہے۔ اس لئے حبیب نام رکھا ہے۔

اس دائرے کی بحروں میں قاعدۂ خلطِ ارکانِ متشابہ مخالف بہ کیف کارفرما ہے اور اس کے دو مسدسہ دائروں سے چھ چھ بحور بہ حسب ذیل ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ ایک دائرے کی بحور میں دو مفروقی اور ایک مجموعی ارکان ہیں تو دوسرے دائرے کی بحریں دو مجموعی اور ایک مفروقی ارکان پر مشتمل ہیں۔

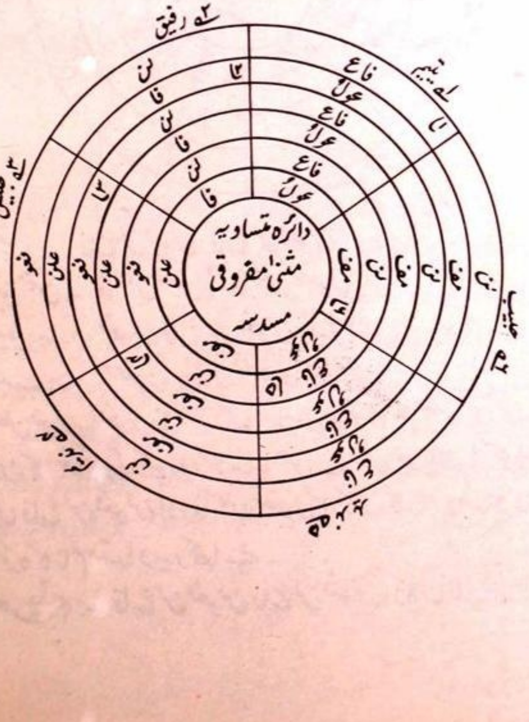

مسدس بحور مثنیٰ مفروقی

۱۔ یتیم:۔ فاعِ لن فعولن فاعِ لن
۲۔ رفیق:۔ فاعلن مفعولُ مفعولُ
۳۔ جلیس:۔ فعولن فاعِ لن فاعِ لن
۴۔ ندیم:۔ مفعولُ مفعولُ فاعلن یہ بحر مثمن نہیں بنتی
۵۔ ندید:۔ فاعِ لن فاعِ لن فعولن " " " " "
۶۔ حبیب:۔ مفعولُ فاعلن مفعولُ

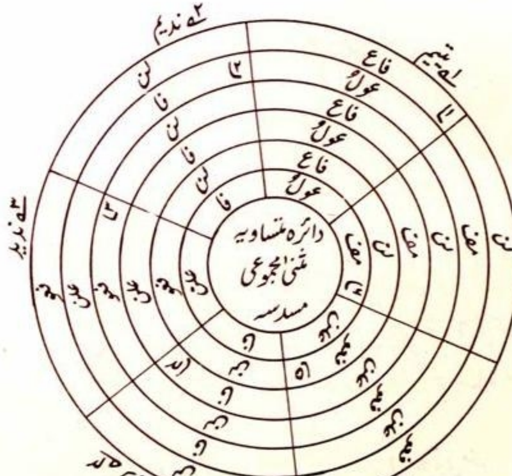

مسدس بحور مثنیٰ مجموعی

۱۔ یتیم:۔ فاعِ لن فعولن فعولن
۲۔ ندیم:۔ فاعلن فاعلن مفعولُ یہ بحر مثمن نہیں بنتی
۳۔ ندید:۔ فعولن فعولن فاعِ لن " " " " "
۴۔ رفیق:۔ فاعلن مفعولُ فاعلن
۵۔ جلیس:۔ فعولن فاعِ لن فعولن
۶۔ حبیب:۔ مفعولُ فاعلن فاعلن

جو بحریں صرف مسدس آتی ہیں انہیں ندیم و ندید نام اس دائرہ کی دوسری بحروں کے نام دیکھتے ہوئے دیے ہیں۔

دائرہ مجتلبہ مفروقی

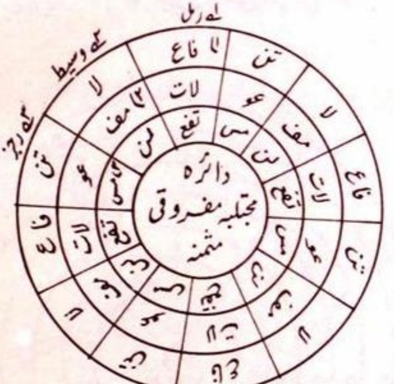

دائرہ مجتلبہ کی بحر ہزج اور بحر رجز کے ارکان کے آغاز میں وتدِ مفروق کی گنجائش نہیں ہے لہٰذا بحر رمل کے رکن فاعلاتن کو مفروقی شکل فاعِ لاتن دے کر دائرہ بنایا تو مندرجہ ذیل اوزان برآمد ہوئے:۔

۱۔ فاعِ لاتن فاعِ لاتن فاعِ لاتن فاعِ لاتن	رمل مفروقی مثمن
۲۔ مف عولاتُ مف عولاتُ مف عولاتُ مف عولاتُ	وسیط مثمن (نئی بحر)
۳۔ مس تفعِ لن مس تفعِ لن مس تفعِ لن مس تفعِ لن	رجز مفروقی مثمن

اس عمل سے ہزج مفقود ہوگئی اور رمل مفروقی و رجز مفروقی کے وسط میں وسیط استخراج پاگئی یہ بحریں بقاعدۂ تکرارِ ارکانِ بسیط مرتب ہوئی ہیں۔

اس دائرہ کی بحر وسیط بروزن مفعولاتُ چار بار محب دہلوی کی ایجاد کردہ بحر متشابہ ہے۔ مگر اسے دائرہ مجتلبہ سے مستخرج بتا کر انہوں نے اعتراضات موعو کر لئے کہ یہ بحر بے اصل و بے دائرہ ہے۔ میں نے اسے دائرہ میں ڈھالکر قدر بلگرامی و سحر عشق آبادی صاحبان کے اعتراض خاموش کر دئے ہیں۔

چونکہ اس بحر کی ایجاد پہلے ہو چکی ہے اس لئے متشابہ یا وسیط کسی بھی نام سے اسکے موجد حضرت محبؔ دہلوی کے کھاتے میں ڈال دی ہے۔

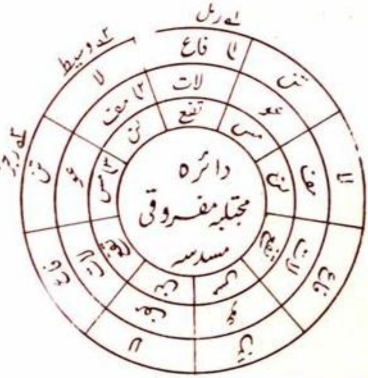

مسدس بحریں

۱۔ رمل مفروقی :۔ فاعِ لاتن فاعِ لاتن فاعِ لاتن

۲۔ وسیط :۔ مفعولاتُ مفعولاتُ مفعولاتُ

۳۔ رجز مفروقی :۔ مس تفعِ لن مس تفعِ لن مس تفعِ لن

دائرہ متماثلہ یا مستعدہ

دائرہ متماثلہ یا مستعدہ میں نے خلیلؔ کے دائرۂ مشتبہہ کی تمثیل کے طور پر بنایا ہے۔ لیکن اس کا آغاز خلیلؔ کی طرح سبب سے نہ کر کے وتد سے کیا ہے۔ دائرۂ مثمنہ سے چار بحریں اخذ ہوئی ہیں

حالانکہ اجزا کی تعداد چھ ہے۔ تفصیل بحورِ مثمن یہ ہے:۔

۱۔ نصیر:۔ مفاعی لن مس تفع لن مفاعی لن مس تفع لن
۲۔ خبیر:۔ مف عولاتُ فاعلاتن مف عولات فاعلاتن
۳۔ بشیر:۔ مس تفع لن مفاعی لن مس تفع لن مفاعی لن
۴۔ ظہیر:۔ فاعلاتن مف عولاتُ فاعلاتن مف عولاتُ

مُسدّس بحور مثنیٰ المجموعی

۱۔ نصیر:۔ مفاعی لن مس تفع لن مفاعی لن
۲۔ خبیر:۔ مف عولاتُ فاعلاتن فاعلاتن
۳۔ بشیر:۔ مس تفع لن مفاعی لن مفاعی لن
۴۔ نظیر:۔ فاعلاتن فاعلاتن مف عولاتُ یہ بحر مثمن نہیں آتی
۵۔ ضمیر:۔ مفاعی لن مفاعی لن مس تفع لن
۶۔ ظہیر:۔ فاعلاتن مف عولاتُ فاعلاتن

ان بحور کا دائرہ یوں بنتا ہے:۔

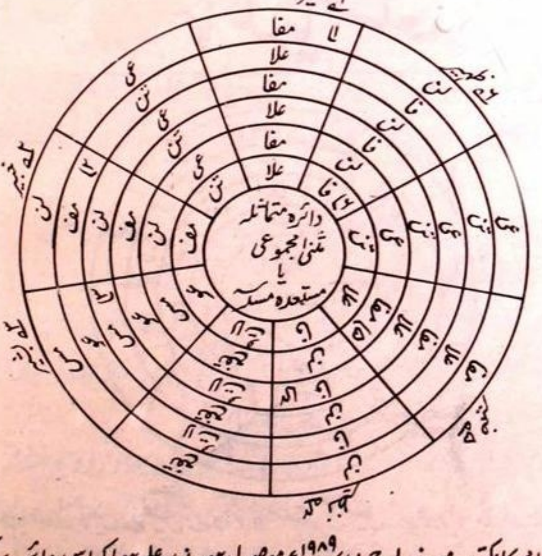

فائدہ | زار علامی کا مکتوب مورخہ مارچ ۱، ۱۹۸۹ء موصول ہونے پر علم ہوا کہ اس دائرے کی مندرجہ بالا

دس مثمن اور مسدس بحور کی ایجاد دائرہ مستعدہ کے تحت علامہ سحر عشق آبادی بھی فرما گئے ہیں۔ لہٰذا میں نے علامہ آنجہانی کے دس اوزان کے مثمن اور مسدس دائرے بنا کر ان کے نام بھی وہی رکھ لئے

دائرۂ مسدسہ مثنیٰ مفروقی اور بحریں

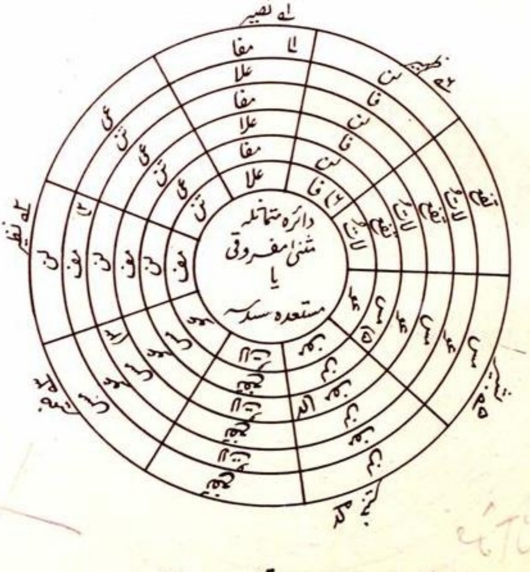

۱۔ نصیر:۔ مفاعی لن مس تفع لن مس تفع لن
۲۔ نظیر:۔ مف عولاتُ مف عولاتُ فاعلاتن — یہ بحر مثمن نہیں بنتی
۳۔ ضمیر:۔ مس تفع لن مس تفع لن مفاعی لن — " " " " "
۴۔ خبیر:۔ مف عولاتُ فاعلاتن مف عولاتُ
۵۔ بشیر:۔ مس تفع لن مفاعی لن مس تفع لن
۶۔ ظہیر:۔ فاعلاتن مف عولاتُ مف عولاتُ

اس دائرے کی بحروں میں قاعدۂ خلطِ ارکانِ مختلفہ مخالف بہ کیف کارفرما ہے۔

واضعِ عروض

خلیل بن احمد بصری علیہ الرحمہ

اور

ماہرِ عروض

علامہ سحر عشق آبادی آنجہانی

کی

مقدس یاد میں

دائرۂ متقابلہ

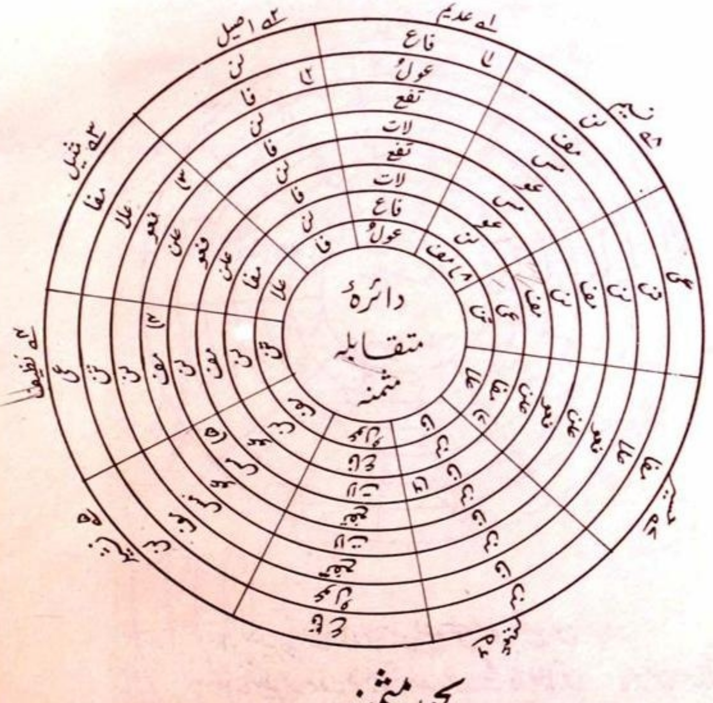

بحور مثمنہ

۱۔ عدیم :۔ فارِع لن مفاعی لن فارِع لن مفاعی لن

۲۔ اصیل :۔ فاعلاتن مف عولُ فاعلاتن مف عولُ

۳۔ مثیل :۔ فعولن مس تفعِ لن فعولن مس تفعِ لن

۴۔ نظیف :۔ مف عولاتُ فاعلن مف عولاتُ فاعلن

۵۔ نشید :۔ مس تفعِ لن فعولن مس تفعِ لن فعولن

۶۔ عمیم :۔ فاعلن مف عولاتُ فاعلن مف عولاتُ

۷۔ حسیر :۔ مفاعی لن فارِع لن مفاعی لن فارِع لن

۸۔ نسیم :۔ مف عولُ فاعلاتن مف عولُ فاعلاتن

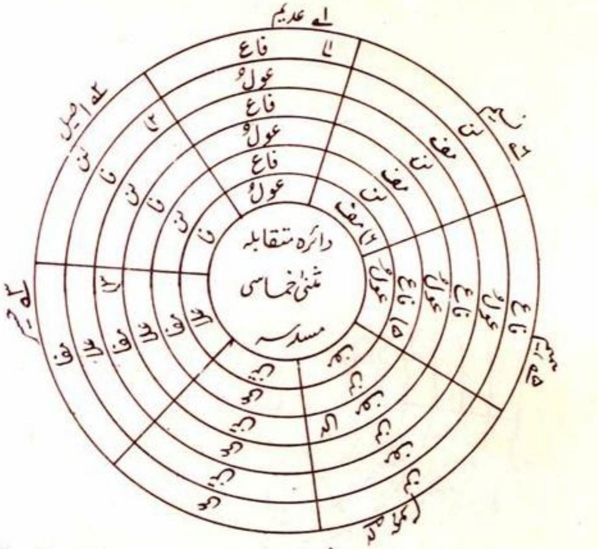

مسدس بحور مثنیٰ خماسی

۱۔ عدیم:۔ فاعِ لن مفائی لن فاعِ لن
۲۔ اصیل:۔ فا علاتن مف عولُ مف عولُ
۳۔ حسیر:۔ مفائی لن فاعِ لن فاعِ لن
۴۔ ہموم:۔ مف عولُ مف عولُ فاعلاتن — یہ بحر مثمن نہیں بنتی
۵۔ ہمیم:۔ فاعِ لن فاعِ لن مفاعی لن — 〃 〃 〃 〃
۶۔ نسیم:۔ مف عولُ فا علاتن مف عولُ
۷۔ مثیل:۔ فعولن مس تفعِ لن فعولن
۸۔ نظیف:۔ مف عولاتُ فاعلن فاعلن
۹۔ نشید:۔ مس تفعِ لن فعولن فعولن
۱۰۔ عسیر:۔ فاعلن فاعلن مف عولاتُ — یہ بحر مثمن نہیں بنتی
۱۱۔ لطیف:۔ فعولن فعولن مس تفعِ لن — 〃 〃 〃

۱۲۔ عمیم :۔ فاعلن مف عولاتُ فاعلن

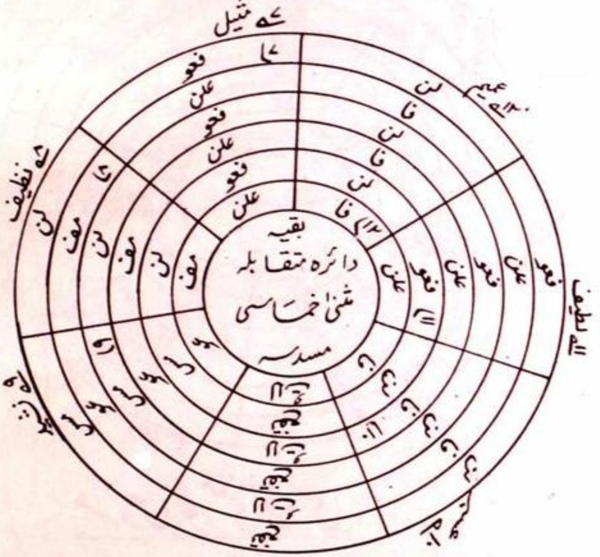

مسدس بحور مثنیٰ سباعی

۱۔ عدیم :۔ فاعِ لن مفاعی لن مفاعی لن

۲۔ ہموم :۔ فاعلاتن فاعلاتن مف عولُ — یہ بحر مثمن نہیں بنتی

۳۔ ہمیم :۔ مفاعی لن مفاعی لن فاعِ لن — " " " "

۴۔ اصیل :۔ فاعلاتن مف عولُ فاعلاتن

۵۔ حسیر :۔ مفاعی لن فاعِ لن مفاعی لن

۶۔ نسیم :۔ مف عولُ فاعلاتن فاعلاتن

۷۔ مثیل :۔ فعولن مس تفعِ لن مس تفعِ لن

۸۔ عسیر :۔ مف عولاتُ مف عولات فاعلن — یہ بحر مثمن نہیں بنتی

۹۔ لطیف :۔ مس تفعِ لن مس تفعِ لن فعولن — " " " "

۱۰۔ نظیف :۔ مف عولاتُ فاعلن مف عولاتُ

۱۱۔ نشید :۔ مس تفعِ لن فعولن مس تفعِ لن

۱۲۔ عمیم :۔ فاعلن مف عولاتُ مف عولاتُ

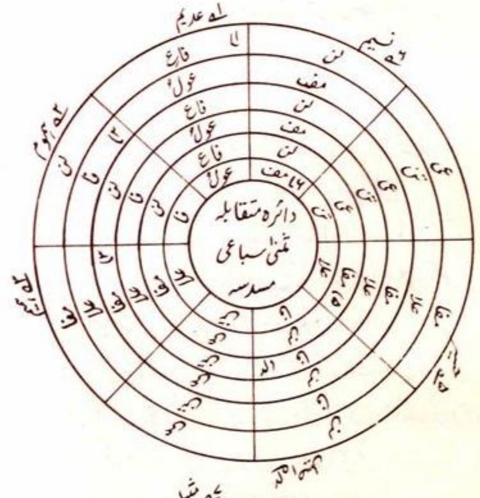

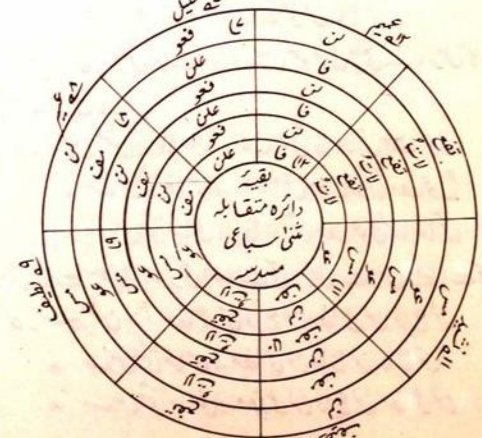

یہ دائرہ خلیل کے دائرۂ مختلفہ کے مقابلے کا ہے۔ اس لئے میں نے اسے دائرۂ متقابلہ کہا ہے۔ دائرۂ مختلفہ کی ہی طرح اس دائرہ کا آغاز بھی بقاعدۂ خلطِ ارکان متشابہ مخالف بہ کم کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں تین بحریں ایسی بھی ہیں۔ جن میں خلطِ ارکان مختلفہ مخالف بہ کم ہے۔ نیز اصولِ بحرِ متقابل کے تحت دائرۂ مثمنہ سے آٹھ بحریں مستخرج ہیں، حالانکہ اجزا کی تعداد صرف پانچ ہے اور بارہ بارہ مسدس بحریں دو دو دائروں سے نکلتی ہیں۔

تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ عدیم مثمن :۔ فاعِ لن مفاعی لن فاعِ لن مفاعی لن

" مسدس مثنیٰ خماسی :۔ فاعِ لن مفاعی لن فاعِ لن

" مسدس مثنیٰ سباعی :۔ فاعِ لن مفاعی لن مفاعی لن

میں نے اسے عدیم نام دیا ہے کیونکہ یہ بحر اب تک عدیم الوجود تھی۔

۲۔ ہموم مثنیٰ خماسی :۔ مف عولُ مف عولُ فاعلاتن

" مثنیٰ سباعی :۔ فاعلاتن فاعلاتن مف عولُ

یہ بحر مثمن نہیں آتی۔ اس بحر میں مجھے برسنے والے بادل کی سی ادا دکھائی دی لہٰذا ہموم نام دیا۔

۳۔ ہمیم مثنیٰ خماسی :۔ فاعِ لن فاعِ لن مفاعی لن

" مثنیٰ سباعی :۔ مفاعی لن مفاعی لن فاعِ لن

یہ بحر بھی مثمن نہیں آتی۔ اس بحر کے وزن میں ہموم کی ہلکی ـــ بارش کا مدھم مدھم نقرہ ہے۔ اس لئے اسے بحر ہمیم کہا ہے۔

۴۔ اصیل مثمن :۔ فاعلاتن مف عولُ فاعلاتن مف عولُ

" مسدس مثنیٰ خماسی :۔ فاعلاتن مف عولُ مف عولُ

" مسدس مثنیٰ سباعی :۔ فاعلاتن مف عولُ فاعلاتن

یہ بحر اس دائرے سے مستخرج بحور کی اصالت کی دلیل ہے اس لئے اسے بحر اصیل کہا ہے۔

۵۔ حسیر مثمن :۔ مفاعی لن فاعِ لن مفاعی لن فاعِ لن

" مسدس مثنیٰ خماسی :۔ مفاعی لن فاعِ لن فاعِ لن

" مسدس مثنیٰ سباعی :۔ مفاعی لن فاعِ لن مفاعی لن

اس بحر کے وزن میں تھکے ماندے مُسافر کی سی چال ہے۔ اس لئے اسے حسیر نام دیا۔

۶۔ نسیم مثمن :۔ مف عولُ فاعلاتن مف عولُ فاعلاتن
" مسدس مثنیٰ خماسی :۔ مف عولُ فاعلاتن مف عولُ
" مسدس مثنیٰ سباعی :۔ مف عولُ فاعلاتن فاعلاتن

اس بحر کا وزن نسیم کی طرح فرحت افزا ہے۔

۷۔ مثیل مثمن :۔ فعولن مس تفعِ لن فعولن مس تفعِ لن
" مسدس مثنیٰ خماسی :۔ فعولن مس تفعِ لن فعولن
" مسدس مثنیٰ سباعی :۔ فعولن مس تفعِ لن مس تفعِ لن

یہ بحر اپنی ہم بطن بحروں کی اصالت کی مثال ہے۔ لہٰذا اس کا نام مثیل رکھا ہے۔

۸۔ عسیر مثنیٰ خماسی :۔ فاعلن فاعلن مف عولاتُ — یہ بحر مثمن نہیں بنتی
" مثنیٰ سباعی :۔ مف عولاتُ مف عولاتُ فاعلن — " " " " "

اس بحر کا وزن شعر گوئی کے لئے مشکل پڑتا ہے۔ اس لئے اسے بحر عسیر کہا ہے۔

۹۔ لطیف مثنیٰ خماسی :۔ فعولن فعولن مس تفعِ لن — یہ بحر مثمن نہیں بنتی
" مثنیٰ سباعی :۔ مس تفعِ لن مس تفعِ لن فعولن — " " " " "

اس بحر کا وزن لطیف و نازک ہے۔ اس لئے اسے لطیف نام دیا ہے۔

۱۰۔ نظیف مثمن :۔ مف عولاتُ فاعلن مف عولاتُ فاعلن
" مسدس مثنیٰ خماسی :۔ مف عولاتُ فاعلن فاعلن
" " " سباعی :۔ مف عولاتُ فاعلن مف عولاتُ

یہ بحر اس دائرے سے مستخرج بحروں کی طرح کی نظیف یعنی پاک صاف ہے

۱۱۔ نشید مثمن :۔ مس تفعِ لن فعولن مس تفعِ لن فعولن
" مسدس مثنیٰ خماسی :۔ مس تفعِ لن فعولن فعولن
" " " سباعی :۔ مس تفعِ لن فعولن مس تفعِ لن

اس بحر کے ترنم کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسے بحر نشید کہنا چاہیئے۔

۱۲۔ عمیم مثمن :۔ فاعلن مفعولاتُ فاعلن مفعولاتُ
" مسدس مثنیٰ خماسی :۔ فاعلن مفعولاتُ فاعلن
" " " سباعی :۔ فاعلن مفعولات مفعولاتُ

اس بحر میں دائرۂ متقابلہ کی جملہ بحور کے اوصاف عام ہیں ۔ اس لئے میں اسے بحرِ عمیم کہتا ہوں ۔

اس دائرے کی نو۹ بحور عدیم، ہموم، ہمیم، اصیل، حسیر، نسیم، عسیر، نظیف، اور عمیم خلطِ ارکان متشابہ مخالف بہ کم کے قاعدے سے ہیں اور تین۳ بحور مثیل، لطیف اور نشید خلطِ ارکانِ مختلفہ مخالف بہ کم، کے قاعدے سے ہیں ۔

دائرۂ مختلفہ کی تکمیل

دائرہ مختلفہ سے ظاہر ہے کہ خماسی سباعی ارکان کی ترتیب سے طویل، عریض، البسیط، مدید اور عمیق پانچ ہی بحریں نکالی گئیں، کیونکہ اس ترتیب ارکان میں پانچ اجزا ہیں۔ اور بحریں بنانے کے لئے قاعدۂ خلطِ ارکانِ متشابہ مخالف بہ کم، ملحوظ رکھا۔ صدیوں بعد علامہ سحر عشق آبادی نے اسی قاعدے کے تحت ایک اور بحر وسیع بروزن فاعلن مس تف علن فاعلن مس تف علن ایجاد فرما کر اس دائرے کی بحور کی تعداد چھ کر دی ۔ مگر دائرہ پھر بھی تشنۂ تکمیل رہ گیا۔ میں نے اس دائرے سے بقاعدہ خلطِ ارکان مختلفہ مخالف بہ کم دو بحریں اور ایجاد کر دی ہیں ۔ اب دائرہ مکمل بھی ہو گیا ہے اور اس کا نام مختلفہ بھی ہر لحاظ سے با معنی ہو گیا ہے ۔

دائرہ متقابلہ کے عین متوازی دائرہ مختلفہ نئی شکل میں ملاحظہ کیجئے ۔

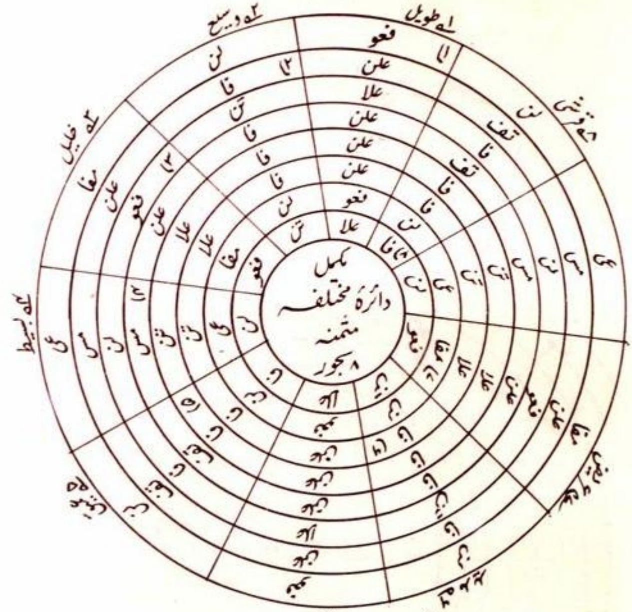

مثمن بحور کی تفصیل

۱۔ طویل :۔ فعولن مفاعی لن فعولن مفاعی لن

۲۔ وسیع :۔ فاعلن مس تف علن فاعلن مس تف علن

۳۔ خلیل :۔ فعولن فاعلاتن فعولن فاعلاتن

۴۔ بسیط :۔ مس تف علن فاعلن مس تف علن فاعلن

۵۔ عمیق :۔ فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن

۶۔ مدید :۔ فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن

۷۔ عریض :۔ مفاعی لن فعولن مفاعی لن فعولن

۸۔ قرشی :۔ فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن

خلیل اور قرشی دونوں بحروں کو میں نے واضع عروض خلیل بن احمد بصری اور ابو عبداللہ قرشی موجد دائرۂ منعکسہ سے احتراماً منسوب کیا ہے۔

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

دائرہ مختلفہ مثنیٰ خماسی مسدسہ

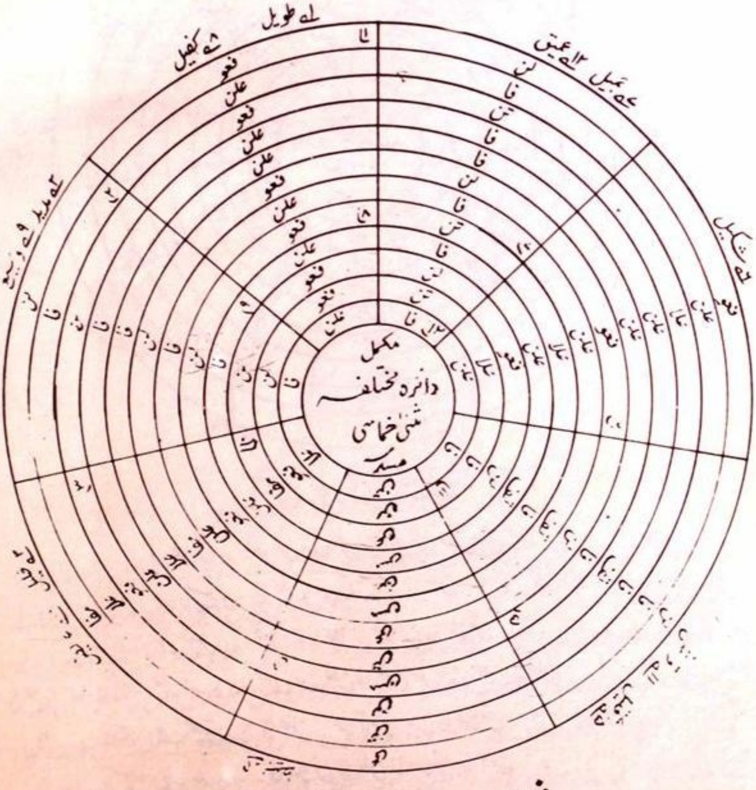

بحورِ مثنیٰ خماسی مسدس کی تفصیل

۱۔ طویل: فعولن مفاعیلن فعولن

۲۔ مدید: فاعلاتن فاعلن فاعلن

فہرس

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	۵
۲	اجزائے ارکان	۱۵
۳	تالیفِ ارکان	۱۷
۴	قاعدۂ اجتماعِ ارکان	۲۰
۵	دائرہ منفردہ مفروقی	۲۲
۶	دائرہ متساویہ	۲۳
۷	دائرہ مجتلبہ مفروقی	۲۶
۸	دائرہ متماثلہ یا مستعدہ	۲۷
۹	دائرہ متقابلہ	۳۰
۱۰	دائرہ مختلفہ کی تکمیل	۳۶
۱۱	دائرۂ مختلفہ مفروقی	۴۱
۱۲	دائرہ مختلفہ مخلوطی	۴۵
۱۳	دائرہ محرفہ مختلفہ یا مجتہدہ	۵۰
۱۴	دائرہ محرفہ مشتبہہ	۵۳
۱۵	اصولِ بحر متقابل	۵۶
۱۶	دائرۂ منعکسہ کی حقیقت	۵۷
۱۷	زحافاتِ متنازعہ اور ان کا حل	۵۹
۱۸	بیانِ زحافات	۶۵

۳۔ خلیل:۔ فعولن فاعلاتن فعولن ٥

۴۔ بسیط:۔ مس تف علن فاعلن فاعلن

۵۔ قتیل:۔ فاعلن فاعلن فاعلاتن   یہ بحر مثمن نہیں بنتی

۶۔ شکیل:۔ فعولن فعولن مفاعی لن ٥ " " " " " "

۷۔ جمیل:۔ فاعلن فاعلن مس تف علن ٥ " " " " " "

۸۔ کفیل:۔ فعولن فعولن فاعلاتن ٥ " " " " " "

۹۔ وسیع:۔ فاعلن مس تف علن فاعلن

۱۰۔ عریض:۔ مفاعی لن فعولن فعولن

۱۱۔ قرشی:۔ فاعلاتن فعولن فعولن ٥

۱۲۔ عمیق:۔ فاعلن فاعلاتن فاعلن

اس دائرے کی بحور خلیل، کفیل اور قرشی قاعدہ خلطِ ارکانِ مختلفہ مخالف بہ کم' سے بنی ہیں۔ باقی نو بحریں قاعدہ خلطِ ارکانِ متشابہ مخالف بہ کم سے بنی ہیں۔

بحر قتیل مرزا محمد حسن قتیلؔ فریدآبادی سے احتراماً منسوب کی گئی ہے۔

بحر شکیل نے اپنی خوش نمائی اور بحر جمیل نے اپنے تجمل کے پیشِ نظر نام حاصل کئے ہیں۔

بحر کفیل اپنے دائرے اور اس کی سبھی بحور کی کفیل ہے۔

اس دائرے کی طویل، مدید، بسیط، وسیع، عریض، عمیق چھ بحروں پر مشتمل دائرہ مجھ سے بنواتے وقت ستمبر ۱۹۸۳ء میں زارؔ علامی صاحب نے فرمایا کہ یہ بحریں علامہ سحرؔ عشق آبادی کی ایجاد ہیں۔ لہٰذا ان چھ بحور کے اوزان کی ایجاد کا سہرا علامہ سحرؔ عشق آبادی کے سر ہے[1]۔ خلیل، قتیل، شکیل، جمیل، کفیل، اور قرشی بحریں میری ایجاد کردہ ہیں۔

---

[1] مسلماتِ فن مطبوعہ ۱۹۸۸ء میں زارؔ علامی نے یہ بحریں اپنی ایجاد بتائی ہیں۔ حیرت زدہ ہو کر میں نے ان سے دریافت کیا، لیکن وہ بضد ہیں کہ یہ بحریں انہیں کی ایجاد ہیں۔

کندنؔ

مکمل دائرۂ مختلفہ مسدسہ

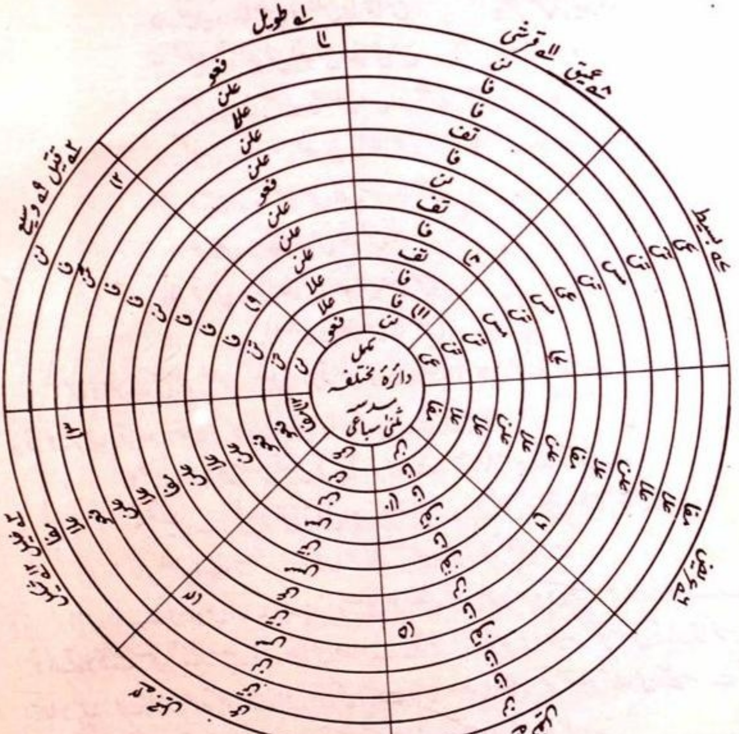

بحورِ مسدس کی تفصیل (مثنیٰ سباعی)

۱۔ طویل:۔ فعولن مفاعی لن مفاعی لن

۲۔ قتیل:۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلن   یہ بحر مثمن نہیں آتی

۳۔ خلیل :۔ فعولن فاعلاتن فاعلاتن

۴۔ جمیل :۔ مس تف علن مس تف علن فاعلن یہ بحر مثمن نہیں بنتی

۵۔ مدید :۔ فاعلاتن فاعلن فاعلاتن

۶۔ عریض :۔ مفاعی لن فعولن مفاعی لن

۷۔ بسیط :۔ مس تف علن فاعلن مس تف علن

۸۔ عمیق :۔ فاعلن فاعلاتن فاعلاتن

۹۔ وسیع :۔ فاعلن مس تف علن مس تف علن

۱۰۔ کفیل :۔ فاعلاتن فاعلاتن فعولن یہ بحر مثمن نہیں بنتی

۱۱۔ قرشی :۔ فاعلاتن فعولن فاعلاتن

۱۲۔ تشکیل :۔ مفاعی لن مفاعی لن فعولن یہ بحر مثمن نہیں بنتی

دائرۂ مختلفہ مفروقی

اب تک دائرۂ مختلفہ کی جن بحور کا ذکر آیا ہے وہ سب مجموعی ارکان پر مشتمل ہیں۔ اس دائرے کے تحت آٹھ بحریں مثمن اور بارہ بارہ مثنیٰ خماسی و مثنیٰ سباعی مسدس بحریں اخذ ہوتی ہیں۔ ٹھیک اسی طرح دائرۂ مختلفہ مفروقی سے بھی آٹھ بحریں مثمن اور بارہ بارہ مثنیٰ خماسی و مثنیٰ سباعی مسدس بحریں اخراج پاتی ہیں، جن کا تفصیل بہ حسبِ ذیل ہے۔

مثمن بحریں

۱۔ عمیق مفروقی :۔ فاعِ لن فاعِ لاتن فاعِ لن فاعِ لاتن

۲۔ ربیط :۔ مس تفعِ لن مف عولُ مس تفعِ لن مف عولُ

۳۔ وسیع مفروقی :۔ فاعِ لن مس تفعِ لن فاعِ لن مس تفعِ لن

۴۔ سلیط :۔ مف عولاتُ مف عولُ مف عولاتُ مف عولُ

۵۔ رنیم :۔ مف عولُ مس تفعِ لن مف عولُ مس تفعِ لن

۶۔ مدید مفروقی :۔ فاعِ لاتن فاعِ لن فاعِ لاتن فاعِ لن

۷۔ سلیس :۔ مفعولُ مفعولاتُ مفعولُ مفعولاتُ

۸۔ بسیط مفروقی :۔ مس تفعِ لن فاعِ لن مس تفعِ لن فاعِ لن

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ عمیق، وسیع، مدید اور بسیط چار بحریں مفروقی شکل اختیار کر گئیں اور طویل، عریض، خلیل و قریشی بحور مفقود ہو گئیں۔ بدلے میں ربیط، سلیط، رنیم اور سلیس بحریں ایجاد ہو گئیں۔ ان کا دائرہ یوں بنتا ہے :

دائرہ مختلفہ مفروقی مثمنہ

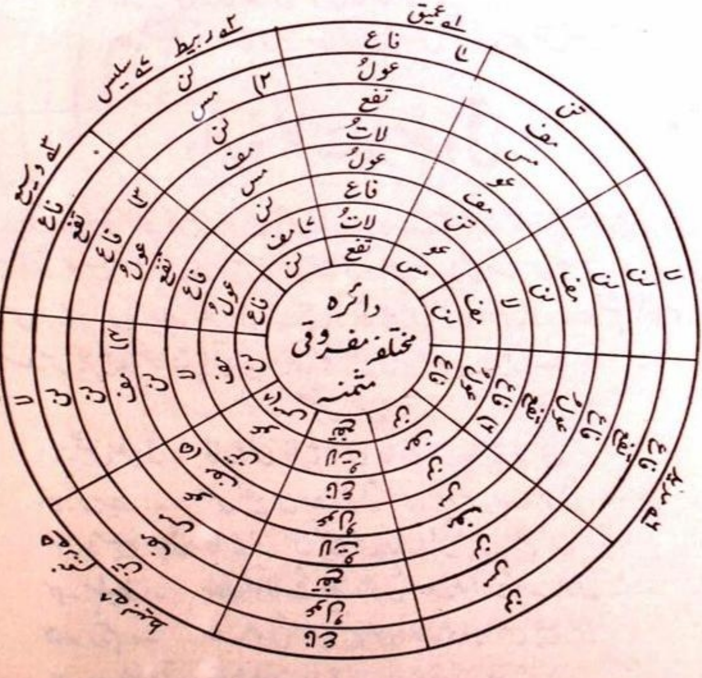

دائرہ مختلفہ مفروقی مثنیٰ خماسی مسدسہ

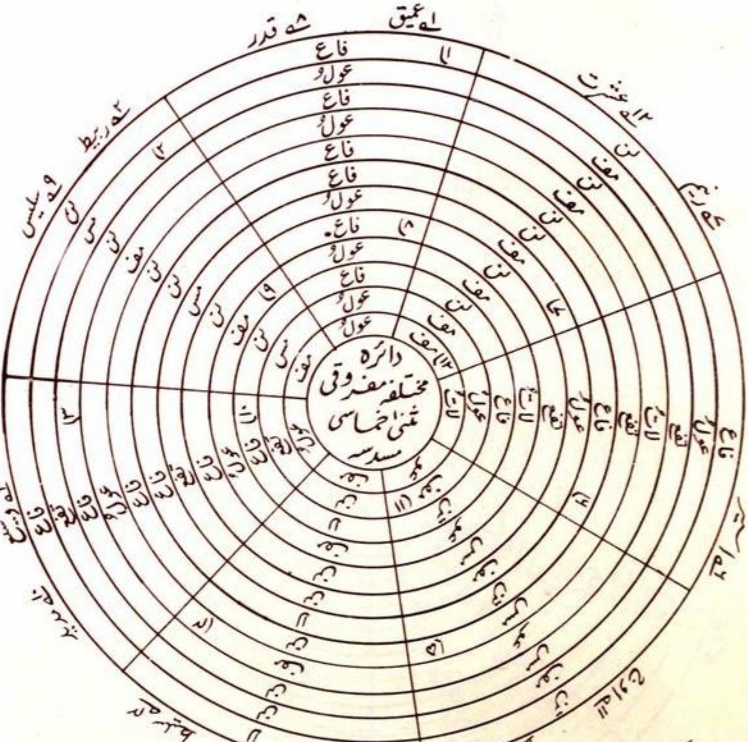

بحور۔

۱۔عمیق:۔ فاعِ لن فاعِ لاتن فاعِ لن

۲۔ربیط:۔ مس تفعِ لن مفعولُ مفعولُ

۳۔وسیع:۔ فاعِ لن مس تفعِ لن فاعِ لن

۴۔سلیط:۔ مفعولات مفعولُ مفعولُ

۵۔بسیط:۔ مس تفعِ لن فاعِ لن فاعِ لن

۶۔اسیر:۔ فاعِ لن فاعِ لن فاعِ لاتن — مثمن نہیں بنتی

۷۔رنیم:۔ مفعولُ مس تفعِ لن مفعولُ

۸۔قدر:۔ فاعِ لن فاعِ لن مس تفعِ لن — مثمن نہیں بنتی

۹۔سلیس :۔ مف عولُ مف عولاتُ مف عولُ

۱۰۔مدید :۔ فاعِ لاتن فاعِ لن فاعِ لن

۱۱۔اوج :۔ مف عولُ مف عولُ مس تفعِ لن مثمن نہیں بنتی

۱۲۔عشرت :۔ مف عولُ مف عولُ مف عولاتُ ״ ״ ״

دائرہ مختلفہ مفروقی مثنیٰ سباعی مسدسہ

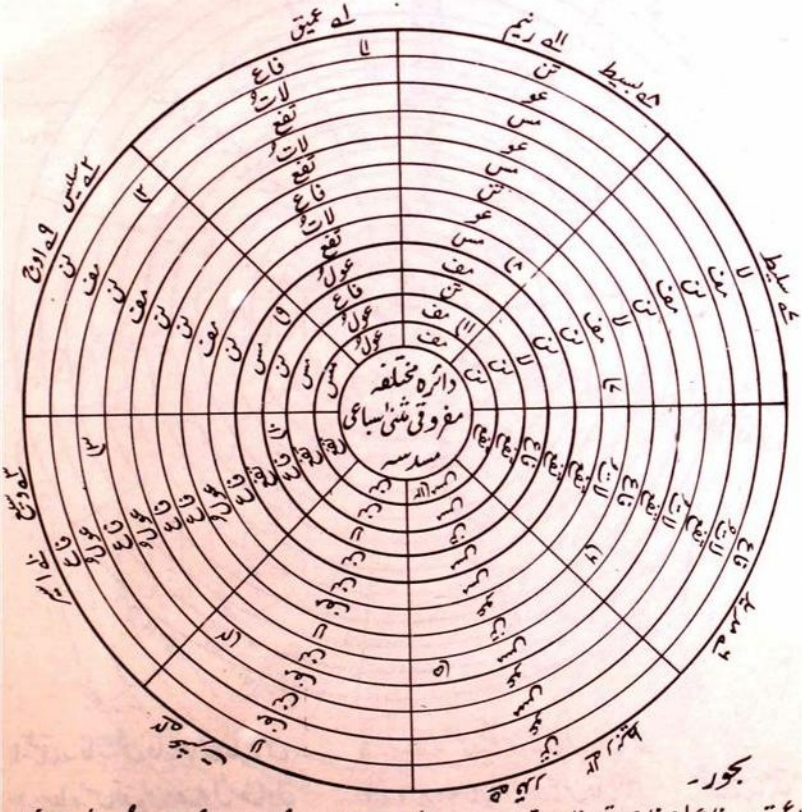

بحور۔

۱۔عمیق :۔ فاعِ لن فاعِ لاتن فاعِ لاتن

۲۔سلیس :۔ مف عولُ مف عولاتُ مف عولاتُ

۳۔وسیع :۔ فاعِ لن مس تفعِ لن مس تفعِ لن

۴۔عشرت :۔ مف عولاتُ مف عولاتُ مف عولُ مثمن نہیں بنتی

۵۔ قدر :۔ مس تفعِ لن مس تفعِ لن فاعِ لن ״ ״ ״

۶۔ مدید :۔ فاعِ لاتن فاعِ لن فاعِ لاتن

۷۔ سلیط :۔ مفعولاتُ مفعولُ مفعولاتُ
۸۔ بسیط :۔ مس تفعِ لن فاعِ لن مس تفعِ لن
۹۔ ادج :۔ مس تفعِ لن مس تفعِ لن مفعولُ مثمن نہیں بنتی
۱۰۔ اسیر :۔ فاعِ لاتن فاعِ لاتن فاعِ لن مثمن نہیں بنتی
۱۱۔ رنیم :۔ مفعولُ مس تفعِ لن مس تفعِ لن
۱۲۔ ربیط :۔ مس تفعِ لن مفعولُ مس تفعِ لن

دائرہ مختلفہ مخلوطی مثمنہ

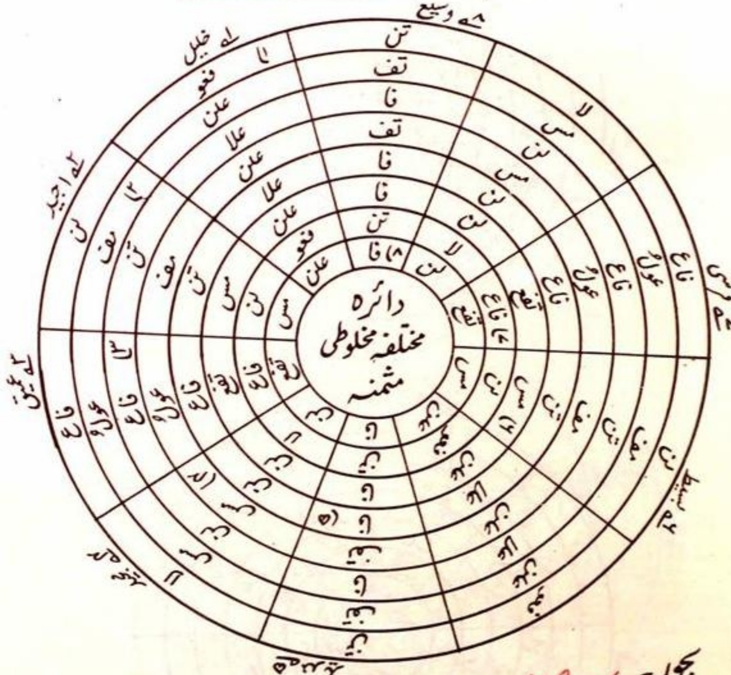

بحور 109 - 724

۱۔ خلیل :۔ فعولن فاعِ لاتن فعولن فاعِ لاتن
۲۔ اجید :۔ مفعولُ مس تفعلن مفعولُ مس تفعلن
۳۔ عمیق :۔ فاعِ لن فاعلاتن فاعِ لن فاعلاتن
۴۔ مجید :۔ مس تفعلن مفعولُ مس تفعلن مفعولُ
۵۔ مدید :۔ فاعلاتن فاعِ لن فاعلاتن فاعِ لن
۶۔ بسیط :۔ مس تفعِ لن فاعلن مس تفعِ لن فاعلن
۷۔ قرشی :۔ فاعِ لاتن فعولن فاعِ لاتن فعولن
۸۔ وسیع :۔ فاعلن مس تفعِ لن فاعلن مس تفعِ لن

دائرہ مختلفہ مخلوطی مثنیٰ سباعی مسدسہ

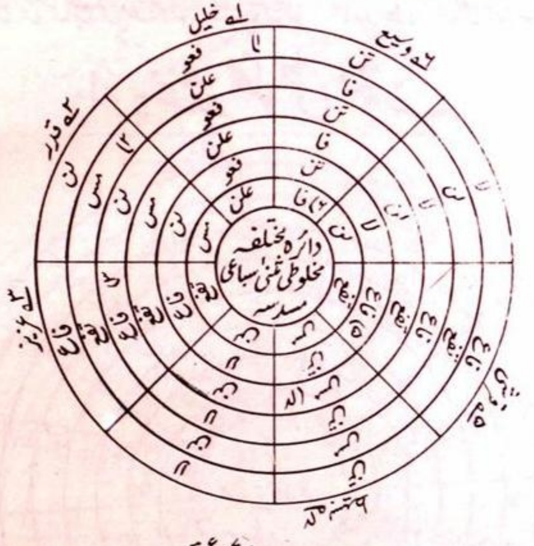

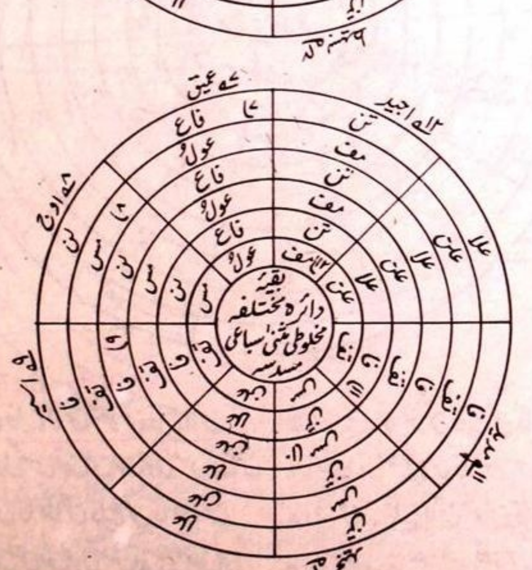

بحور مثنیٰ سباعی ۔

۱۔ خلیل :۔ فعولن فاعِ لاتن فاعِ لاتن
۲۔ قدرد :۔ مس تفعِ لن مس تفعِ لن فاعلن } مثمن نہیں بنتی ہیں۔
۳۔ عزیز :۔ فاعِ لاتن فاعِ لاتن فعولن } ״ ״ ״
۴۔ بسیط :۔ مس تفعِ لن فاعلن مس تفعِ لن
۵۔ قرشی :۔ فاعِ لاتن فعولن فاعِ لاتن
۶۔ وسیع :۔ فاعلن مس تفعِ لن مس تفعِ لن

۷۔ عمیق :۔ فاعِ لن فاعلاتن فاعلاتن
۸۔ اوج :۔ مس تف علن مس تف علن مفعولُ
۹۔ اسیر :۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعِ لن
۱۰۔ مجید :۔ مس تف علن مفعولُ مس تف علن
۱۱۔ مدید :۔ فاعلاتن فاعِ لن فاعلاتن
۱۲۔ اجید :۔ مفعولُ مس تف علن مس تف علن

دائرہ مختلف مخلوطی مثنیٰ خماسی مسدسہ

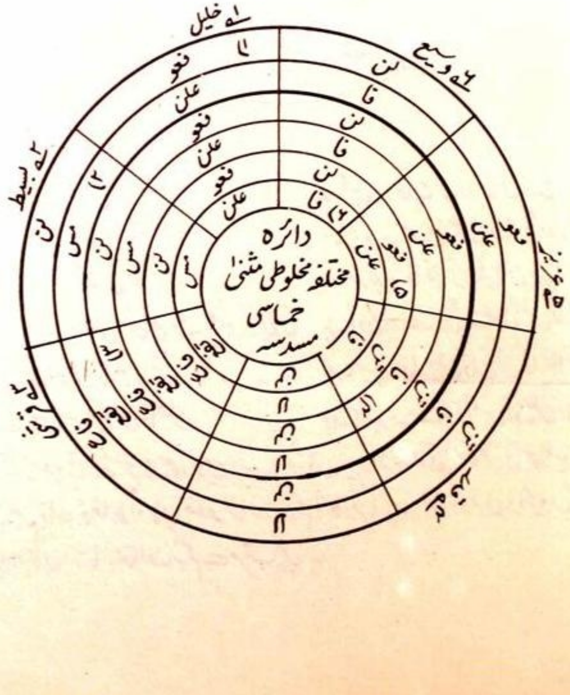

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

مقدمہ

انسانی معاشرہ کی ابتدا کے ساتھ ہی ساتھ علم وفنون کی ابتدا بھی ہوگئی تھی۔ مگر بعض اوقات تو قدرت کے تانڈو کی تخریب کاری کی وجہ سے اور اکثر اوقات انسانوں کے ہی تباہ کن جنون کے ہاتھوں علمی وفنی میراث کا بے بہا خزینہ نیست ونابود ہوتا رہا ہے۔ لیکن انسان کا تعمیری ذوق اسے نئے سرے تشکیل دیتا آیا ہے۔ تعمیر، تخریب اور پھر تعمیر کا یہ لامتناہی سلسلہ انسانی تاریخ کی ایک انتہائی دلچسپ اور شکستہ کہانی ہے۔ آج جب ہم اس شکستہ کہانی کے ڈانڈے ملانے بیٹھتے ہیں تو مایوسی ہی ہاتھ لگتی ہے۔ اور ہم صرف اتنی ہی کہانی پر اکتفا کرنے پر مجبور ہیں جتنی ہم تک پہنچ پائی ہے۔ علم عروض کے ساتھ بھی یہی ستم ظریفی ہوئی ہے۔ پھر بھی خوشی کی بات ہے کہ اس علم کی تاریخ کے کچھ حقائق آج دستیاب ہیں۔

ایک قول ہے کہ چھند وید کے پاؤں ہیں (छन्दः पादौ तु वेदस्य) اس قول سے پہلی بات تو یہ سمجھ میں آتی ہے کہ وید اور چھند کا جنم تقریباً ایک ساتھ ہوا۔ دوسری بات یہ کہ وید یعنی گیان (علم) نے چھند کو جب تک اپنے پاؤں نہیں بنایا وہ چل نہیں پایا۔ اور تیسری بات یہ کہ چھند وید کے چھ اعضا (شکشا، کلپ، ویاکرن، نرکت، جیوتش اور چھند) میں سے ایک اہم اور آخری عضو ہے۔ اس چھٹے اور اہم عضو کا ذکر قدیم ترین کتاب 'رگ وید' میں بھی آیا ہے۔ ان سب باتوں سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ چھند یعنی عروض نہایت اہم علم ہے جس سے روگردانی کرکے موزوں بات کہنا ممکن نہیں۔

مقدس وید میں مستعمل گایتری، اُشنِک، انُشٹپ، ورہتی، پنکتی، ترشٹپ اور جگتی چھندوں کو ویدک چھند کہا جاتا ہے۔ ویدک منتروں کی تلاوت بھی گا کر کی جاتی ہے۔ اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ موسیقی اور چھند (عروض) کا ایک دوسرے پر انحصار ہے۔ موسیقی کے وید 'سام وید' میں چھندوں کی خاص طور پر تفصیل ملتی ہے۔

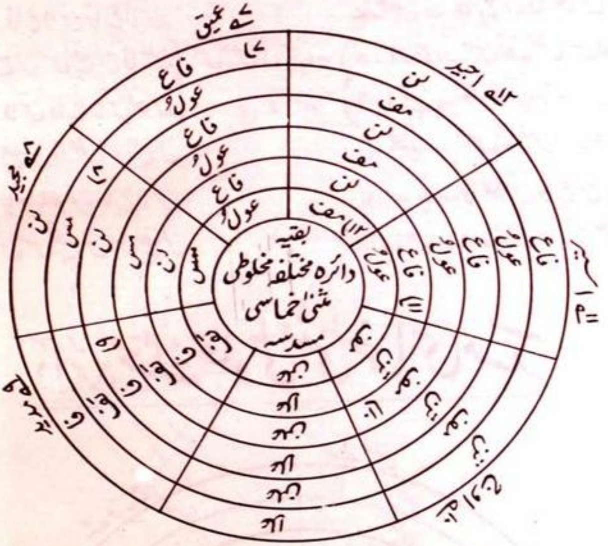

بحور۔

۱۔ خلیل :۔ فعولن فاعِ لاتن فعولن
۲۔ بسیط :۔ مس تفعِ لن فاعلن فاعلن
۳۔ قرشی :۔ فاعِ لاتن فعولن فعولن
۴۔ قدر :۔ فاعلن فاعلن مس تفعِ لن مثمن نہیں بنتی
۵۔ عزیز :۔ فعولن فعولن فاعِ لاتن " " "
۶۔ وسیع :۔ فاعلن مس تفعِ لن فاعلن

۷۔ عمیق :۔ فاعِ لن فاعلاتن فاعِ لن
۸۔ مجید :۔ مس تف علن مفعولُ مفعولُ
۹۔ مدید :۔ فاعلاتن فاعِ لن فاعِ لن
۱۰۔ اوج :۔ مفعولُ مفعولُ مس تف علن مثمن نہیں بنتی
۱۱۔ اسیر :۔ فاعِ لن فاعِ لن فاعلاتن " " "
۱۲۔ اجید :۔ مفعولُ مس تف علن مفعولُ

دائرۂ مختلفہ مفروقی سے مستخرج بحور وسیع، بسیط اور قدر نیز دائرۂ مختلفہ مخلوطی کی بحور عمیق، مدید اور اسیر کی ترتیب میں قاعدۂ خلطِ ارکانِ مختلفہ مخالف بہ کم، کارفرما ہے۔ ان دونوں دائروں کی باقی بحریں 'قاعدۂ خلطِ ارکانِ متشابہ مخالف بہ کم سے مرتب ہیں۔

دائرۂ مختلفہ مفروقی سے طویل، عریض، خلیل اور قرشی بحروں کا استخراج خارج از امکان ہے۔ ان کی جگہ چار مثمن بحور ربیط، سلیط، رنیم اور سلیس نیز چار مسدس بحریں اسیر، قدر، اوج اور عشرت ایجاد ہو گئی ہیں۔

دائرۂ مخلوطی سے بھی طویل، عریض اور عشرت کی جگہ اجید، مجید اور عزیز تین نئی بحریں اخراج پا گئی ہیں۔

دائرہ مختلفہ کی بحروں کے اوزان کے حساب سے ربیط کا وزن مربوط ہے، رنیم کا وزن ہم آہنگ ہے، سلیس کا وزن ہموار ہے اور سلیط کا وزن افصح ہے۔ ان خصوصیات کو مدِنظر رکھ کر ان بحروں کے نام رکھے گئے ہیں۔ باقی پانچ بحور اسیر، قدر، اوج، عشرت اور عزیز کو بالترتیب منشی مظفر علی اسیؔر لکھنوی، سیّد غلام حسنین قدؔر بلگرامی، مرزا اوجؔ لکھنوی خواجہ محمد عبدالرؤف عشرؔت لکھنوی اور مرزا محمد ہادی عزؔیز لکھنوی (استادِ علامہ بھگوان چندر بھٹناگر سحر عشق آبادی) سے احتراماً منسوب کیا گیا ہے۔ بحور اجید و مجید کے نام رکھنے کی کوئی خاص وجہ نہیں، ان کے نام تو زبان سے بے ساختہ نکل گئے۔

دائرۂ مُحرّفہ مختلفہ

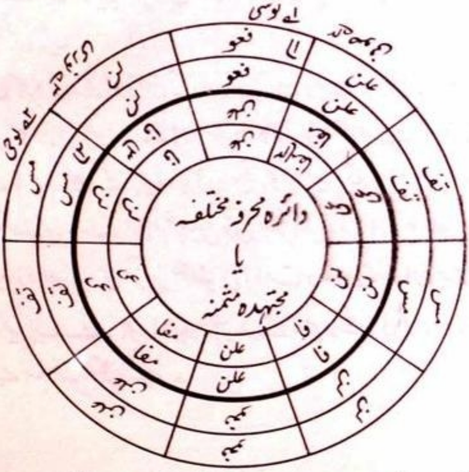

یہ ایک عجیب وغریب دائرہ ہے۔ بادی النظر میں تو یہ ایک عروضی کھلواڑ ہے لیکن غور کیجئے تو یہ کھیل نہیں ایک سنجیدہ اختراع ہے۔ یہ دائرہ پہلے سیدھی چال چلتا ہے لیکن درمیان میں جاکر راہ بند دیکھ کر واپس چلتا ہے تو اتنی ہی بحریں اور اخذ ہوجاتی ہیں جتنی سیدھی چال چلنے سے ہوئی تھیں۔ علامہ سحرؔ عشق آبادی کی ان بحروں کا دائرہ مسدسہ زآر علامی کی فرمائش پر میں نے ستمبر ۱۹۸۳ء میں بناکر انہیں بھیجا تھا۔ بحروں اور دائرہ کے نام انہوں نے بذریعہ مکتوب مورخہ یکم مارچ ۱۹۸۹ء مطلع فرمائے۔ مثنیٰ خماسی مسدس بحریں میں نے بنائی ہیں۔ اس دائرے کی بحور میں قاعدۂ خلطِ ارکانِ مختلفہ مخالف بہ کم کارفرما ہے۔ مثمن بحریں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ لوسی :۔ فعولن مس تف علن فعولن مس تف علن

۲۔ لوحی :۔ مس تف علن فعولن مس تف علن فعولن

۳۔ نوری :۔ فاعلن مفاعی لن فاعلن مفاعی لن

دائرہ نہیں بنتا

۴۔صوفی:۔ مفاعی لن فاعلن مفاعی لن فاعلن

مسدس بحور۔ (مثنیٰ سباعی)

۱۔ بوسی:۔ فعولن مس تف علن مس تف علن

۲۔ خوبی:۔ مس تف علن مس تف علن فعولن — یہ بحر مثمن نہیں بنتی

۳۔ لوحی:۔ مس تف علن فعولن مس تف علن

۴۔صوفی:۔ مفاعی لن فاعلن مفاعی لن

۵۔ نوری:۔ فاعلن مفاعی لن مفاعی لن

۶۔ طوطی:۔ مفاعی لن مفاعی لن فاعلن — یہ بحر مثمن نہیں بنتی

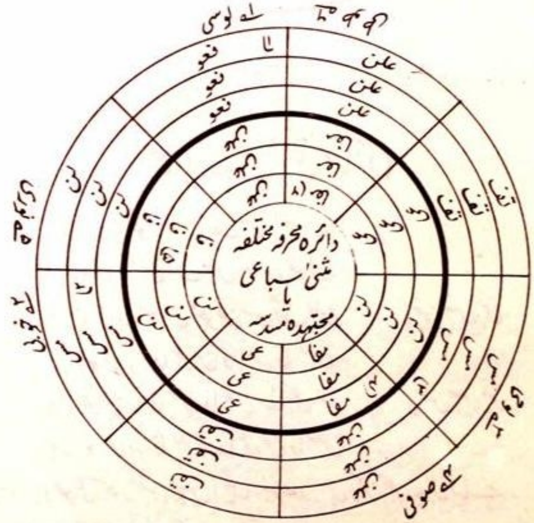

اس دائرہ کو میں سکہ نما کہا کرتا ہوں، کیونکہ جس طرح سکے کے دو رُخ ہوتے ہیں ویسے ہی اس دائرے کو خطِ نمایاں پرسے پیچھے الٹ کر دیکھیں تو یہ سکے جیسا بن جاتا ہے۔

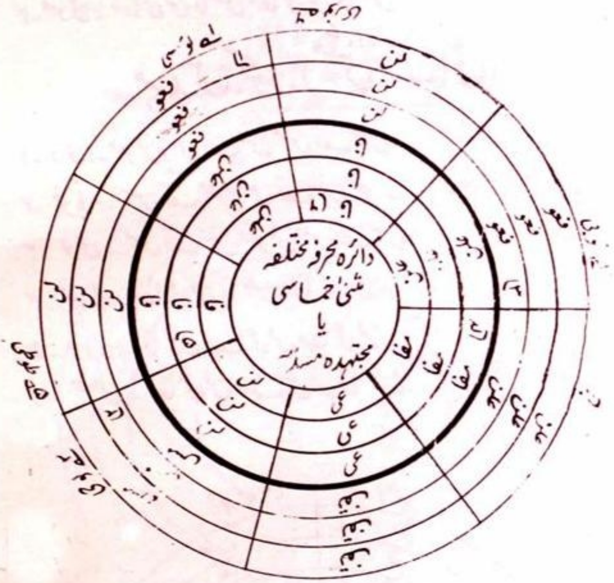

بحورِ مسدس مثنیٰ خماسی

۱۔ لوسی:۔ فعولن مس تف علن فعولن

۲۔ لوحی:۔ مس تف علن فعولن فعولن

۳۔ خوبی:۔ فعولن فعولن مس تف علن — یہ مثمن نہیں بنتی

۴۔ صوفی:۔ مفاعی لن فاعلن فاعلن

۵۔ طوطی:۔ فاعلن فاعلن مفاعی لن — یہ مثمن نہیں بنتی

۶۔ نوری:۔ فاعلن مفاعی لن فاعلن

یہاں خوبی و طوطی بحور مثمن نہیں آئیں۔ نیز صدر میں رکن بھی بدل گیا ہے۔

فائدہ علامہ عشق آبادی کے دس مثمن و مسدس اوزان بحور میرے دائرۂ متقابلہ میں مفروقی شکل میں آئے ہیں۔

دائرۂ محرفہ مشتبہہ

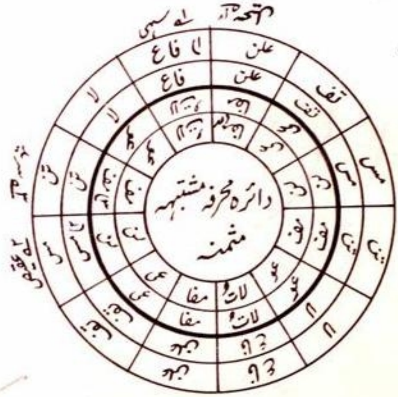

یہ دائرہ بھی سکہ نما ہے اور اسے میں نے ارکانِ سباعی پر مشتمل کیا ہے ۔

تفصیل بحورِ مثمنہ

۱۔ سہی :۔ فاعِ لاتن مس تفعلن فاعِ لاتن مس تف علن

۲۔ عقیص :۔ مس تفعلن فاعِ لاتن مس تف علن فاعِ لاتن

۳۔ سرید :۔ مفعولاتُ مفاعی لن مفعولاتُ مفاعی لن

۴۔ سحیل :۔ مفاعی لن مفعولاتُ مفاعی لن مفعولاتُ

ان بحروں کے ارکان اشتباہ کے باوجود ترتیبِ اجزا کے لحاظ سے مختلف ہیں حالانکہ تعداد اجزا برابر ہے یعنی ہر رکن میں دو سبب اور ایک وتد ہے ۔ لہٰذا یہ بحریں بھی قائدۂ خلطِ ارکانِ مختلفہ مخالف بہ کیف ، سے بنی ہیں ۔

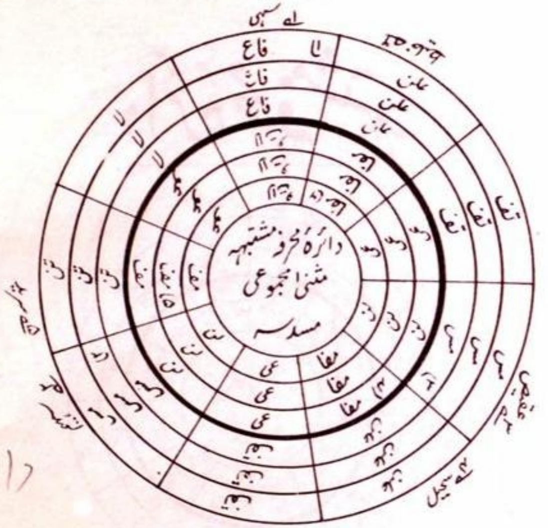

دائرہ محرفہ مشتبہہ مثنیٰ مجموعی

یہ دائرہ دو ارکانِ مجموعی اور ایک رکنِ مفروقی پر مشتمل ہے۔ اس کی بحریں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ سہی :۔ فاعِ لاتن مس تف علن مس تف علن

۲۔ سہیم :۔ مس تف علن مس تف علن فاعِ لاتن   مثمن نہیں بنتی

۳۔ عقیص :۔ مس تف علن فاعِ لاتن مس تف علن

۴۔ سحیل :۔ مفاعی لن مف عولاتُ مفاعی لن

۵۔ سرید :۔ مف عولاتُ مفاعی لن مفاعی لن

۶۔ خلیط :۔ مفاعی لن مفاعی لن مف عولاتُ   مثمن نہیں بنتی

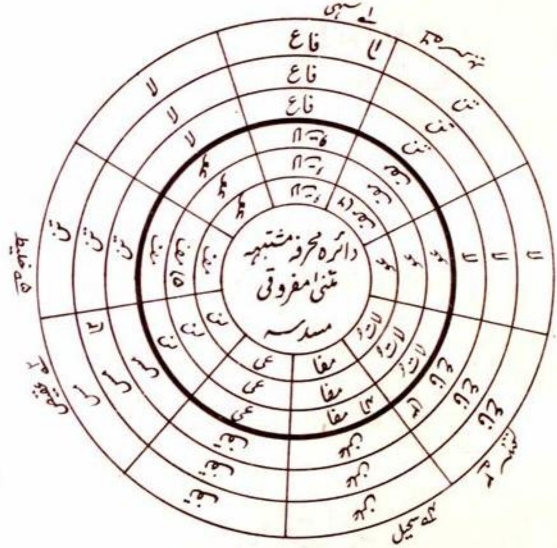

دائرہ محرفہ مشتبہہ مثنیٰ مفروقی

یہ دائرہ دوار کانِ مفروقی آدم ایک رکن مجموعی پر مشتمل ہے اس سے مستخرج بحور کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ سہی :۔ فاعِ لاتن مس تف علن فاعِ لاتن

۲۔ عقیص :۔ مس تف علن فاعِ لاتن فاعِ لاتن

۳۔ ہمیم :۔ فاعِ لاتن فاعِ لاتن مس تف علن مثمن نہیں بنتی

۴۔ سحیل :۔ مفاعی لن مف عولاتُ مف عولاتُ

۵۔ خلیط :۔ مف عولاتُ مف عولاتُ مفاعی لن مثمن نہیں بنتی

۶۔ سرید :۔ مف عولاتُ مفاعی لن مف عولاتُ

یہاں بھی ہمیم اور خلیط بحریں مثمن نہیں آئیں اور ان میں صدر کا رکن بھی بدل گیا ہے۔

اصولِ بحرِ متقابل

دائرۂ متقابلہ کے مرتب ہوجانے اور دائرۂ مختلفہ کی تکمیل ہوجانے کے بعد یہ قول باطل ہوگیا ہے کہ دائرے میں جتنے اجزا ہونگے اس سے اتنی ہی بحریں اخذ ہونگی۔ دراصل اس قول کے پیچھے خلطِ ارکان کا قاعدۂ سہ گانہ صدیوں کارفرما رہا۔ لیکن علامہ سحر عشق آبادی کی بحرِ وسیع کی ایجاد سے یہ قول مشکوک ہوگیا، حالانکہ یہ بحر بھی قاعدۂ سہ گانہ کے مطابق ہے۔ اب میں نے خلطِ ارکان کے دو اور قاعدے بنا کر پانچ اجزا کے دائروں سے آٹھ آٹھ بحریں وضع کردی ہیں اور "جتنے اجزا اتنی بحریں" قول کی ہمہ گیری کا بطلان ثابت کردیا ہے۔ نیز اپنی بحروں کی اصالت و صحت کے دفاع کے لئے اصولِ بحرِ متقابل، بنا دیا ہے۔ اس اصول کی تعریف یہ ہے کہ بات اجزا کی تعداد کی نہیں، بلکہ یہ ہے کہ دائرے سے مستخرج بحر اپنے سامنے کی بحر کی متقاضی ہے! اور یہ تقاضا متقابلہ و مختلفہ دوائرے مستخرج بحور سے قواعدِ خمسہ کی حدود میں پورا ہوجاتا ہے۔ باہم متقابل بحور کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

دائرۂ متقابلہ

بحر	ارکان	متقابل بحر	ارکان
عدیم:۔	فاع لن مفاعی لن فاع لن مفاعی لن	حسیر:۔	مفاعی لن فاع لن مفاعی لن فاع لن
اصیل:۔	فاعلاتن مف عولُ فاعلاتن مف عولُ	نسیم:۔	مف عولُ فاعلاتن مف عولُ فاعلاتن
متیل:۔	فعولن مس تفعِ لن فعولن مس تفعِ لن	نشید:۔	مس تفعِ لن فعولن مس تفعِ لن فعولن
نظیر:۔	مف عولاتُ فاعلن مف عولاتُ فاعلن	عمیم:۔	فاعلن مف عولاتُ فاعلن مف عولاتُ

دائرۂ مختلفہ

بحر	ارکان	متقابل بحر	ارکان
طویل:۔	فعولن مفاعی لن فعولن مفاعی لن	عریض:۔	مفاعی لن فعولن مفاعی لن فعولن
مدید:۔	فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن	عمیق:۔	فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن
خلیل:۔	فعولن فاعلاتن فعولن فاعلاتن	قرشی:۔	فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن
بسیط:۔	مس تف علن فاعلن مس تف علن فاعلن	وسیع:۔	فاعلن مس تف علن فاعلن مس تف علن

دائرۂ منعکسہ کی حقیقت

متساویہ، متماثلہ، متقابلہ اور مختلفہ دائروں کی مسدس صورتوں کو مدنظر رکھ کر غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ابو عبداللہ قرشی کا دائرۂ منعکسہ درحقیقت دائرہ مشتبہہ کی دوسری مسدس شکل مثنیٰ مفروقی ہے اس دائرے میں بحروں کا مقامِ استخراج و ارکان بدل جائے گا۔ اس حقیقت سے آشنا ہو جانے کے بعد بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ یہ بحریں مثمن نہیں آتیں بے بنیاد ثابت ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ دائرہ مشتبہہ میں اس دائرے کی نو بحروں میں سے چھ بحریں مثمن شکل میں موجود ہیں۔ باقی تین بحریں مسدس ہی رہتی ہیں۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

بحر	ارکان مثنیٰ مجموعی (مشتبہہ)	بحر	ارکانِ مثنیٰ مفروقی (منعکسہ)	
سریع۔	مس تف علن مس تف علن مف عولاتُ	کبیر۔	مف عولاتُ مف عولاتُ مس تف علن	مثمن نہیں آتیں
جدید۔	فاعلاتن فاعلاتن مس تفعِ لن	بدیل۔	مس تفعِ لن مس تفعِ لن فاعلاتن	
قریب۔	مفاعی لن مفاعی لن فاعِ لاتن	قلیب۔	فاعِ لاتن فاعِ لاتن مفاعی لن	
منسرح	مس تف علن مف عولاتُ مس تف علن	سلیم۔	مس تف علن مف عولاتُ مف عولاتُ	
خفیف۔	فاعلاتن مس تفعِ لن فاعلاتن	حمیم۔	فاعلاتن مس تفعِ لن مس تفعِ لن	
مضارع۔	مفاعی لن فاعِ لاتن مفاعی لن	صریم۔	مفاعی لن فاعِ لاتن فاعِ لاتن	
مقتضب۔	مف عولاتُ مس تف علن مس تف علن	حمید۔	مف عولاتُ مس تف علن مف عولاتُ	
مجتث	مس تفعِ لن فاعلاتن فاعلاتن	صغیر۔	مس تفعِ لن فاعلاتن مس تفعِ لن	
متشاکل	فاعِ لاتن مفاعی لن مفاعی لن	اصیم۔	فاعِ لاتن مفاعی لن فاعِ لاتن	

سریع، جدید اور قریب بحور میں عروض و ضرب کا رکن بالترتیب کبیر، بدیل اور قلیب کے صدر و ابتدا میں منتقل ہو گیا ہے۔ عبداللہ قرشی نے دائرہ کو منعکسہ نام دے کر اس سے مستخرج بحور کو نام

سنسکرت ادب میں آچاریہ پنگل کا 'چھند سوتر' ایک ایسی شاہ کار تخلیق ہے جس نے اپنے پہلے کی سبھی عروضی تخلیقوں اور ان کے مصنفوں (شو، گہہ، سنت کمار، ورہسپتی، اندر، شیش ناگ، ابینگو، یاسک، شاکٹاین وغیرہ) کو پسِ پشت ڈال دیا اور آج ان کی تخلیقیں دست یاب بھی نہیں ہیں۔

آچاریہ پنگل کا 'چھند سوتر' اس قدر ہر دل عزیز ہو کر مشہور ہوا کہ چھند کا نعم البدل پنگل ہی ہو گیا۔ بعد میں متعدد چھند شاستری مثلاً رام، منی کاشیپ، منی سیتو، بھٹ ہلایُدھ، یادو پرکاش، بھاسکر رائے، جنا شریہ، جے دیو، جے کیرتی، کیدار بھٹ، کشیمیندر، مشہور سنسکرت شاعر کالیداس' ہیم چندر، گنگا داس اور انگنت نامعلوم اشخاص اس میدان میں اترے لیکن وہ پنگل کے چھند سوتر کی تفسیروں یا اس کے اتباع سے آگے نہ بڑھ سکے۔ پھر بھی ماننا پڑتا ہے کہ بھٹ ہلایُدھ، بھاسکر رائے، کیدار بھٹ اور گنگا داس کا اس علم پر احسان ہے کہ انہوں نے 'چھند سوتر' کو سمجھانے میں نمایاں کام کیا ہی ہے، عوامی چھندوں کی تعریفیں اور مثالیں پیش کر کے انہیں ادب کا حصّہ بنانے کا قابلِ تعریف کام بھی کیا ہے۔

مشہور ویاکرن پانَنی کی شہرۂ آفاق تصنیف اشٹادھیایی، اور پنگل کا چھند سوتر، 'سوتر کال' کی تخلیقیں ہیں۔ ان دونوں کتابوں کا تخلیقی عمل ملتا جلتا سا ہونے کی وجہ سے ان کے خالقوں کو ہم عصر مانا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ پنگل، پانَنی کے چھوٹے بھائی تھے۔ لیکن اس دعویٰ کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملتا۔ پھر بھی اگر دونوں آچاریوں کو، ان کے تخلیقی عمل میں مشابہت کے پیشِ نظر ہم عصر مان لیں تو آچاریہ پنگل کا زمانہ بہت قدیم نکلتا ہے۔ مورخوں نے پانَنی کا زمانہ کلی یگ کی آٹھویں صدی قائم کیا ہے۔ سال شماری کے منونتر سدھانت، کے مطابق یہ کلی یگ کا پانچ ہزار اکیانوے واں سال ہے۔ اس میں سے آٹھ سو سال گھٹانے کے بعد سن نکلا چار ہزار دو سو اکیانوے

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ پانَنی اور پنگل کا زمانہ منونتر سدھانت کے حساب سے کلی یگ کا چار ہزار چار سو اور چار ہزار تین سو سال کے بیچ کا زمانہ تھا، یعنی یہ دونوں علمار دو ہزار چار سو اور دو ہزار تین سو قبل از مسیح کے بیچ کے زمانے میں سرگرم عمل تھے۔ لیکن ڈاکٹر جگدیش گپت 'ہندی ساہتیہ کوش' میں رقم طراز ہیں کہ "آچاریہ پنگل کے 'چھند سوتر' کا زمانہ عالموں کے اندازہ کے مطابق دو سو سال قبل از مسیح ہے۔" ادھر یونانی شاعر ہوَمر کا مجوزہ زمانہ

بھی دے دیئے ہیں حالانکہ دائرہ منعکسہ دراصل مشتبہہ مثنیٰ مفروقی مسدسہ ہے اور بحریں بھی مثنیٰ مفروقی ارکان پرمشتمل ہیں جن کی متبادل شکلیں یعنی مثنیٰ مجموعی صورتیں دائرہ مشتبہہ مسدسہ سے ظاہر ہوتی ہیں۔ میں نے اپنی بنائی بحروں کو الگ نام نہ دے کر اقسامِ ارکان کے پیشِ نظر ان کے ناموں میں تخصیص کر دی ہے۔ مثلاً

بحرِ یتیم	یتیم مثنیٰ مفروقی	یتیم مثنیٰ مجموعی
بحرِ عدیم	عدیم مثنیٰ خماسی	عدیم مثنیٰ سباعی۔ وغیرہ۔

تنبیہہ | اس تصنیف میں مذکور سبھی نئی بحریں کیونکہ ارکانِ سوالم سے مرتب ہیں، لہٰذا ان سالم بحروں پر مزاحف بحروں کے التباس کی کوشش اصولاً غلط ہوگی۔ مثلاً بحرِ ہزج رکنِ سالم مفاعی لن پر مشتمل ہے لیکن اسے بحرِ وافر معصوب نہیں کہتے۔ اسی طرح رکنِ سالم مس تف علن سے مرتب بحرِ رجز کو بحرِ کامل مضمر سے ملتبس نہیں کرتے، کیونکہ ایسا کرنا اصول کے خلاف ہے۔

زحافاتِ متنازعہ اور اُن کا حل

تسبیغ واذالہ کا ذکر کرتے ہوئے علامہ سحرؔ عشق آبادی فرما گئے ہیں کہ "محقق نے تین زحافات (طمس، درس اور عرج) ایجاد کرکے اذالہ کا کچھ قصہ تو پاک کر دیا ــ وہ سرے ہی سے ان دونوں زحافوں کے مخالف نظر آتے ہیں۔" [1] علامہ کا ارشاد بجا سہی لیکن ـــ پرنالہ تو وہیں ہے یعنی مزاحف رکن کے آخر میں حرفِ موقوف، جو پہلے تھا سو اب بھی ہے ۔
خود علامہ عشق آبادی بھی ۱۹۶۱ء کے آخر تک آخر رکن میں حرف زائد و موقوف پر جان چھڑکتے تھے ۔ اس حقیقت سے متعلق دو واقعے مجھے یاد ہیں :

ا۔ ۱۹۵۹ء کی بات ہے ۔ علامہ نے غالبؔ کی رباعی کے متنازعہ مصرعے "دل رک رک کر بند ہو گیا ہے غالبؔ" کا ذکر کیا تو میرے یہ کہنے پر کہ جس عروض میں چار چار حروف کی زیادتی بھی جائز ہے وہاں ایک سبب خفیف کی زیادت سے کیا ، کمر ٹوٹتی ہے ، علامہ متحیر ہو کر مجھے دیکھنے لگے ۔ میں نے سمجھا علامہ کو عروض کی یہ حرف چینی اچھی نہیں لگی ، حالانکہ وہ جانتے تھے کہ مجھے پنگل کی بھی تھوڑی بہت جانکاری ہے ۔ کچھ دیر کے بعد انھوں نے فرمایا ، تم ٹھیک کہتے ہو مگر اس ننھے سے منہ سے نکلی بات کا یقین کون کرے گا ۔ میں نے کہا علامہ آپ کہیں گے تو کون نہیں مانے گا ! میں تو خاموش ہو رہا ۔ لیکن علامہ بھی غالبؔ پرستوں کے دم خم دیکھنے کے پھیر میں پڑے ہی رہے ۔ حتیٰ کہ شمس الرحمٰن فاروقی غالبؔ کی "ابد تک دعا" کے مستحق بن گئے ۔
اس واقعے کے بیان کا یہ مقصد ہے کہ علامہ عشق آبادی کو حروفِ زائدہ کا کھٹکنا تو دور ، ان کی مخالفت بھی برداشت نہیں تھی ۔

---

[1] اردو ادب شمارہ ۳ ۱۹۶۵ء صفحہ ۸۴ ۔ علی گڑھ

۲۔ علامہ سحرؔ ۔ نے رودکی کے اصول "سبب پئے سبب است وتد پئے وتد است" نیز معاقبہ کا پورا پورا احترام کرتے ہوئے رباعی کے مزید اوزان ایزاد فرمائے جن میں سے بارہ اوزان ہی انہوں نے ظاہر کئے۔ ان میں چھ اوزان کے رکن آخر میں حرفِ موقوف ہے، ایسے ہی جیسے پہلے کے چوبیس اوزان رباعی میں بارہ اوزان میں حرفِ موقوف ہے۔ حضرت ثاقب زیروی کے 'لاہور' ویکلی، لاہور (پاکستان) کا حوالہ دیتے ہوئے علامہ نے دسمبر ۱۹۶۱ء کے مکتوب میں تعجب ظاہر کرتے ہوئے مجھے لکھا:

"تم نے رباعی کے صرف ۶را اوزان کا اضافہ لکھا ہے، لاہور، پڑھو، حالانکہ ۱۲را اوزان بڑھائے ہیں۔ یہ تمہیں سہو کیونکر ہوا کیا کاتب غلط لکھ گیا۔"

لیکن علامہؒ کے مضمونِ محولہ سے ظاہر ہے کہ ۱۹۶۵ء تک علامہ آنجہانی کی سوچ میں تبدیلی آگئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس مضمون میں تشعیث، تخنیق، اضمار، عصب، ثلم، عضب کے علاوہ تسبیغ، اذالہ اور درس کو بھی عروض سے نکال دینے کی تلقین کی۔

میں نے محسوس کیا ہے کہ زحافوں کی اٹ پٹی تعریفوں اور غلط استعمال کے علاوہ زحافوں کی بے وجہ ایجادات سے عروض ایک ایسا گورکھ دھندہ بن گیا ہے کہ لوگ اس سے بدک کر "من نہ دانم فاعلاتن فاعلات، چلاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

ایک طویل غور وخوض کے بعد میں نے ۱۹۸۳ء میں فاصلۂ صغریٰ کے زحاف بنائے[۱] اور ۱۹۸۵ء میں عروض وضرب میں موقوف حرف پیدا کرنے والے زحافوں کو عروض باہر کرنے کا اعلان کیا۔[۲] ایک زحافی عمل کو کئی کئی نام دینے کے خلاف تو میں نے بات بہت پہلے چلائی تھی۔[۳] پچھلے دنوں علامہؒ کے جانشین حضرت زار علامی نے بھی سولہ[۱۶] زحاف منسوخ کر دینے کی تجویز رکھی ہے۔[۴]

---

[۱] سمے کی سوچنا اکتوبر ۲۶، ۱۹۸۳ء۔ گوہانہ

[۲] شب خون شمارہ ۱۳۶ ۱۹۸۵ء صفحہ ۷۲ الہ آباد

[۳] نگار دسمبر ۱۹۶۰ء لکھنؤ۔ صفحہ ۲۵

[۴] مسلماتِ فن ۱۹۸۸ء صفحہ ۲۸

اب تک جن محلِ نظر زحافات کی شناخت ہوئی ہے ان میں پہلے تو وہ زحاف ہیں جن کا عمل تو ایک ہے لیکن مقامِ استعمال کے مطابق الگ الگ نام دے دئے گئے. ناموں کے اس اضافہ سے فائدہ تو کچھ نہیں الٹے الجھن بڑھتی ہے ۔ دوسرے وہ زحاف ہیں جو موقوف حرف پیدا کرنے کیلئے بنائے گئے ۔ ایک اصولِ تقطیع کے پیشِ نظر ایسے زحافوں کی عروض میں چنداں ضرورت نہیں. تیسرے وہ زحاف ہیں جن کا استعمال مزاحف رکن پر کرتے وقت سالم رکن کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ۔ یہ زور زبردستی خلافِ آئینِ عروض ہے جو مفاعلتن اور متفاعلن پر مسلسل ہو رہا ہے ۔ اس آئینی خلاف ورزی کو ختم کرنے کے لئے میں نے صرف پانچ زحاف بنائے ہیں۔ اس کاوش سے عروض کا زحافی بار اتر گیا ہے اور الجھاؤ بھی دور ہو گیا ہے ۔ اب میں ان تینوں زمروں کے زحافات پر بحث پیش کرتا ہوں :

ایک ہی عمل کے زحاف

(۱) ثلم، عضب :- میرے استفسار کے جواب میں حضرت جوشؔ ملسیانی نے لکھا :

"استفسار دلچسپ ہے × × × مفاعیلن کا میم اڑانا صرف خرم ہے ۔ یہی خرم فعولن پر اثر انداز ہو بغیر کسی اور تبدیلی کے تو یہ ثلم ہے، گویا خرم ہی کی دوسری صورت ۔ اگر اور زحاف بھی اس کے ساتھ ملائے جائیں تو وہ بھی ثلم ہی کی طرح اس کی دوسری شاخیں ہیں ۔ پس خرم کلّ ہے ثلم وغیرہ جزو یا اس کی پود ۔ فقط ۔ دونوں کے فرق کو باپ اور بیٹے کے فرق سے تشبیہ دیں تو برمحل ہو گی ۔ (اقتباس از مکتوب مورخہ ۲ نومبر ۱۹۶۰ء)

جوشؔ صاحب نے ثلم کا خرم سے جو رشتہ سمجھا ہے، اس کی ہمنوائی کرنا غلط ہو گا ۔ کیونکہ خرم، ثلم اور عضب کا ایک ہی کام ہے ، صدر و ابتدا میں وتد مجموع کے پہلے حرفِ متحرک کو ساقط کرنا.

نیازؔ فتح پوری نے فرمایا :

"جس زحاف کے عمل کا نام انہوں نے خرم رکھا ہے وہ صرف چھ رکنوں والی بحروں میں ہوتا ہے اور جس زحاف کا نام انہوں نے ثلم رکھا ہے وہ آٹھ رکنوں و چھ رکنوں والی دونوں بحروں سے متعلق ہے اور صدر و ابتدا کے علاوہ وہ حشو میں بھی ہو سکتا ہے ۔ گویا بہ الفاظ دیگر

ثلم کا عمل بہ نسبت خرم کے زیادہ وسیع ہے"

(اقتباس از نگار دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۲۶)

نیاز صاحب کے اس ارشاد پر علامہ عشق آبادی نے مجھے لکھا:

"نگار دسمبر ۱۹۶۰ء میں جو نیاز صاحب کی تحریر ہے مجھے اتفاق نہیں۔ انہوں نے کلیہ عروض کے خلاف خرم و ثلم کی تعریف کی ہے ــــــ زحاف کی تعریف میں یہ قید نہیں کہ وہ مربع، مسدس، مثمن وغیرہ میں آتا ہے۔ صرف شرط یہ ہے کہ کچھ زحاف عروض و ضرب سے مختص ہیں اور باقی عام۔ صدر و ابتدا سے مختص کوئی زحاف نہیں۔"

(اقتباس از مکتوب مورخہ جنوری ۱۳، ۱۹۶۱ء)

میرے استفسار پر جامع و مکمل رائے علامہ عشق آبادی نے ان الفاظ میں ظاہر کی:

"رودکی کے زمانے تک تین ارکان (مفاعیلن، مفاعلتن، فعولن) یعنی رکن کے وتد مجموع کا پہلا حرف ساقط کرنے کو خرم کہتے تھے۔ لیکن رودکی ہی کے زمانے میں خرم صرف مفاعیلن کا میم ساقط کرنے تک محدود رہ گیا اور فعولن کی ف ساقط کرنے کو ثلم کہنے لگے اور مفاعلتن کا میم ساقط کرنے کو عضب کہنے لگے۔

میں تو کسی زحاف کو بھی مختص بصدر و ابتدا نہیں کہتا۔"

(اقتباس از مکتوب مورخہ نومبر ۳، ۱۹۶۰ء)

اِن آرا کی روشنی میں ثلم و عضب، خرم کے ہی دو اور نام ہیں، یعنی فعولن میں خرم کرنے کو ثلم اور مفاعلتن میں خرم کرنے کو عضب کہتے ہیں۔ جب مفاعیلن کے علاوہ فعولن اور مفاعلتن میں پہلے بھی خرم کرتے تھے اور اب بھی خرم کرتے ہیں تو اسے تینوں جگہ خرم ہی کہنا چاہیئے۔ یہ ناموں کا اضافہ فضول ہے۔ ویسے ثلم کہنے سے صلم کی طرف بھی خیال جاتا ہے۔ جس سے الجھن ہوتی ہے۔

علامہ عشق آبادی کے مکاتیب کے محولہ اقتباسوں میں جو خاص بات آئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ کسی زحاف کو مختص بصدر و ابتدا نہیں مانتے۔ جنوری ۱۹۶۱ء تک تو ان کا یہی موقف تھا یعنی وہ اخفش کی طرح خرم کو عام زحاف تصور کرتے تھے۔ بے دیگر خرم ہی تو ہے جو صدر و ابتدا کی مختص پونجی ہے، وہ بھی برداشت نہیں ــــــــــــــــــــ

لیکن اپنے ۱۹۶۵ء والے مضمون میں علامہ نے خرم کی تخصیص پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ایسا لگتا ہے کہ تب تک علامہ نے خرم کی تخصیص کی ضرورت کو تسلیم کر لیا تھا۔

ثرم | ثلم کو خرم کہنے کے بعد ثرم کا وجود بے معنی ہے۔ اسکی جگہ شتر سے پڑ ہو جاتی ہے۔

(۲) عصب، اضمار، تخنیق، تشعیث

عصب | رکن کے آخر میں فاصلۂ صغریٰ کے درمیان حرفِ متحرک کو ساکن کرنا عصب ہے یعنی یہ عملِ تسکینِ اوسط ہے۔

اضمار | رکن کے شروع میں فاصلۂ صغریٰ کے درمیانی حرفِ متحرک کو ساکن کرنا اضمار ہے یہ بھی عملِ تسکینِ اوسط ہے۔

تخنیق | ایسا رکن جس کا حرف آخر متحرک ہو اور اس کے بعد ایسا رکن جس کے شروع میں وتدِ مجموع ہو، مثلاً

مفعولُ۔ مفاعیلن۔ مفعولُ۔ مفاعیلن

یہاں مفا (وتد مجموع) دو جگہوں پر ہے اور دونوں جگہ اس سے پہلے رکن کا حرفِ آخر متحرک ہے، اس ترتیب میں تین حرکتیں متوالی ہیں۔ دونوں جگہ درمیانی حرفِ متحرک یعنی مفا کے میم کو ساکن کرنا تخنیق ہے۔ اس عمل کے بعد ارکان مفعولم فاعیلن مفعولم فاعیلن بروزن مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن بن جاتے ہیں۔ ان میں سطر زدہ یعنی دوسرا اور چوتھا مفعولن رکن مخنق کہلاتا ہے۔ پہلے اور تیسرے رکن کا کوئی مزاحف نام نہیں رکھا گیا حالانکہ تخنیق ان پر بھی برابر اثر انداز ہے۔

یہ عمل تسکین اوسط کا ہی عمل ہے۔ اسے تسکین ہی کہنا چاہیے۔

تشعیث | علامہ عشق آبادی اسے کسی گمنام شخص کا مزار کہتے ہیں۔ قصہ سارا فاعلاتن سے مفعولن برآمد کرنے کا ہے۔

۱۔ خلیل نے کہا، وتد مجموع کا دوسرا متحرک حرف ساکن ہوا ہے۔ مگر ایسا کوئی زحاف نہیں۔

۲۔ اخفش خرم کرتے ہیں مگر یہاں وتد مجموع درمیان میں ہے چاہیے پہلے۔

۳۔ قطرب اس میں قطع بتاتے ہیں جس کے لئے وتد مجموع رکن کے آخر میں چاہیے۔ یہاں آخر میں سبب خفیف ہے۔

زجاج کہتے ہیں فاعلاتن میں خبن و تسکین کا مرکب عمل کرنے سے مفعولن برآمد ہوتا ہے۔ محقق طوسی زجاج کے ہمنوا ہیں۔ دو عام زحافوں کے مشترک عمل سے مزاحف رکن مفعولن مجنون مسکن کہلاتا ہے۔ یہاں مجنون رکن میں تسکین اوسط کا عمل ہے۔ تشعیث کیا ہوئی سیدھی سی تسکین ہے۔

لہٰذا اضمار، عصب، تخنیق اور تشعیث نام چھوڑ کر صرف تسکین کہنا چاہیئے۔

موقوف و زائد حروف پیدا کرنیوالے زحاف

اصولِ تقطیع میں موقوف و زائد حروف کو شمار کرنے سے متعلق ایک اصول کی رو سے:

(۱) اگر دو ساکن حروف متوالی مصرع کے درمیان میں آجائیں تو دوسرے ساکن حرف کو تحریک عطا کر دیتے ہیں اور اگر تین ساکن حروف متوالی آجائیں تو دوسرے ساکن کو متحرک کر کے تیسرے ساکن کو خارج از تقطیع سمجھا جاتا ہے۔

(۲) اگر دو ساکن حروف مصرع کے آخر میں ہوں تو دوسرے ساکن حرف کو موقوف حرف کی عزت بخشی جاتی ہے۔ اس مقام پر موقوف حرف کی عزت افزائی کے لئے عروضیوں نے کئی زحافوں کی فوج کھڑی کر رکھی ہے۔ جو اعتراض کا موضوع ہے۔

اگر موقوف حروف سے متعلق قاعدۂ تقطیع یوں بنا لیا جائے کہ:

"مصرع کے آخر میں موقوف حرف تقطیع میں شمار نہیں ہوگا"

تو مندرجہ ذیل زحافوں سے عروض کا پنڈ چھوٹ جائے:

قصر آخر رکن میں سبب کے حرفِ متحرک کو گرانا قصر ہے۔ مثلاً

- مفاعی لن سے لام گرایا تو فعولان حاصل ہوا۔ یہاں فعولن (محذوف) سے کام چل جاتا ہے۔
- فاعلاتن سے ت ساقط کر کے فاعلان بناتے ہیں۔ یہاں فاعلن (محذوف) سے کام چل جاتا ہے
- فاعِ لاتن سے بھی ت اڑا کر فاعِ لان حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ یہاں بھی فاعِ لن (محذوف) کافی ہے۔
- فعولن سے لام ساقط کر کے فعول حاصل کرتے ہیں۔ یہاں بھی فَعَل (محذوف) سے کام چل جاتا ہے۔

•• مس تفعِ لن سے لام گرانا اور مفعولن حاصل کرنا۔ یہاں یہ زحاف حرفِ موقوف پیدا نہیں کرتا۔ اس ایک کام کے لئے الگ زحاف بنانے کی بجائے کشف کی تعریف یوں کرنی چاہیے۔ "وتدِ مفروق کے دوسرے حرفِ متحرک کو ساقط کرنا۔" یعنی اس زحاف کے عمل کے لئے یہ شرط نہو کہ وتدِ مفروق رکن کے آخر میں ہی ہو۔ اس سے کشف کا عمل فاعِ لاتن اور مفعولاتُ پر بھی چل سکے گا اور مفعولُ وفاعِ لن پر بھی۔

وقف آخرِ رکن سے وتدِ مفروق کے متحرکِ دوم کو ساکن کرکے مفعولاتُ سے مفعولان حاصل کرتے ہیں۔ اس زحاف کا یہی ایک کام ہے۔ یہاں بھی مفعولن (مکشوف) کافی ہے۔

عرج رکن کے آخر سے وتدِ مجموع کے دوسرے متحرک حرف کو ساکن کرنا۔
• مس تف علن سے لام ساکن کرکے مفعولان حاصل کرتے ہیں۔ یہاں مفعولن (مقطوع) کافی ہے۔
• متفاعلن سے لام ساکن کرنے پر فعِلاتان حاصل ہوتا ہے۔ یہاں فعِلاتن (مقطوع) سے کام چل جاتا ہے۔
• فاعلن سے لام ساکن کرکے فعلان بناتے ہیں۔ یہاں بھی فعلن (مقطوع) کام چلا دیتا ہے۔

طمس آخرِ رکن سے وتدِ مجموع کے دونوں متحرک حروف ساقط کرنا۔
• فاعلن سے ع اور لام ساقط کرنے پر فاع حاصل کرتے ہیں۔ یہاں فع (محذوذ) کام چلا دیتا ہے۔
• مس تف علن سے ع اور لام گرا کر فعلان بناتے ہیں۔ یہاں فعلن (محذوذ) کارآمد ہے۔
• متفاعلن سے ع اور لام ساقط کرکے فعِلان حاصل کرتے ہیں۔ یہاں بھی فعِلن (محذوذ) کافی ہے۔

سلخ یہ اجتماعِ جب وقف ہے۔ اور اس زحاف کے ذریعے فاعِ لاتن سے فاع حاصل کرتے ہیں۔ اور بس۔ یہاں وقف کا استعمال ہی غلط ہے کیونکہ فاعِ لاتن میں وتدِ مفروق شروع رکن میں ہے جبکہ وقف متقاضی ہے آخرِ رکن کا۔ اور وقف پہلے ہی بیکار ثابت ہوچکا ہے۔ یہاں فع زحافِ جب اور کشف (نئی تعریف) سے حاصل ہوجاتا ہے۔

جب وقف کو غلط جانتے ہیں تو کشف؟

ہتم کہتے ہیں کہ یہ اجتماعِ حذف وقصر ہے۔ یعنی مفاعی لن سے لن کو حذف کرتے ہیں اور بچے ہوئے مفاعی سے ع کو بذریعہ قصر گرا کر مفاع بروزن فعول حاصل کرتے ہیں۔
لیکن یہ عمل غلط ہے، کیونکہ اگر پہلے حذف کرتے ہیں تو مفاعی لن سے لن گرتا ہے۔ اب قصر کے لئے گنجائش ہی نہیں رہی۔ کیونکہ اس کے لئے رکن میں آخر کا سبب چاہئے۔ اور اگر قصر پہلے لاتے ہیں تو حذف کی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ حذف کو بھی آخر کا سبب چاہئے جو پہلے ہی مقصور ہو چکا ہے۔ دراصل حذف اور قصر اپنی تعریفوں کے پیشِ نظر باہم متضاد زحاف ہیں۔ جب یہ ہیں ہی متضاد تو ان کا مرکب کیا معنی؟ ہتم کی تو بنیاد ہی غلط ہے۔

ویسے بھی مفاعی لن میں حذف تو برحق مگر قصر کو میں پہلے ہی غیر ضروری زحاف ثابت کر چکا ہوں۔ اب اس فعول (اہتم) کا علاج فعَل (محبوب) ہے۔

جدع یہ اجتماعِ صلم وقصر ہے۔ یعنی مفعولاتُ سے فاع حاصل کرنے کے لئے ان زحافوں سے کام لیتے ہیں جو غلط ہے۔ مفعولاتُ میں بذریعۂ صلم آخرِ رکن میں وتدِ مفروق ساقط کرنے پر مف عو بچ رہتا ہے۔ اب قصر کے لئے گنجائش ہی کہاں رہی کیونکہ یہاں سبب رکن کے درمیان کا ہے اور چاہئے آخر کا۔
مفعولاتُ کے فاع (مجدوع) کی جگہ فع (مرفوع اصلم) سے کام لے لینا چاہئے۔

زلل اسے ہتم وتخنیق کا مرکب کہتے ہیں لیکن جب ہتم ہی باطل ہو گیا تو زلل میں ازلال کیوں نہ برپا ہو۔ ایسے میں تسکین تخنیق کیا کرے گی؟

کبل یہ اجتماعِ خبن وقصر بتایا گیا ہے۔
• فاعلاتن کے فعِلاتن (مخبون) کی ت کو گرا کر فعِلان حاصل کرتے ہیں۔ لیکن قصر کا تو وجوب ہی باطل ٹھہرتا ہے۔ اب فعِلان (مکبول) کی جگہ فعِلن (مخبون محذوف) ہی کام دے سکتا ہے۔

درس رکن کے آخر میں وتدِ مجموع کے ایک حرف اور دو حرکتوں کو ساقط کرنا۔ اس کے موجد محقق طوسی نے اسے کتنے ہی اختیارات سے نوازا ہے۔
• فاعِلن سے فاع حاصل کرنے کیلئے پہلے خبن کے ذریعے فعِلن بناتے ہیں پھر وتد مجموع سے ع ولام کو ساکن کرتے ہیں اور نون کو ساقط کرتے ہیں۔ اس جوڑ توڑ کی ضرورت ہی نہیں۔ اس

کی جگہ فع (محذوذ) کافی ہے۔

• مس تف علن سے فعلان حاصل کرنے کے پہلے زحاف طے سے مُستَ علن بنایا پھر ع و لام کی حرکتوں اور نون کو ساقط کیا۔ یہ مار دھاڑ بھی فضول ہے۔ یہاں فعلن (محذوذ) سے کام چل جاتا ہے۔

• متفاعلن سے بھی فعلان حاصل کرنے کے لئے پہلے خزل (اضمار و طے) سے کام لے کر متفا سے مُتْفَ پھر علن کے ع و لام کی تحریکوں اور نون کو ساقط کرتے ہیں۔ یہاں بھی فعلن (محذوذ مسکن) کافی ہے۔

محقق طوسی نے فاعلاتن سے فاع حاصل کرنے کو محذوف مطموس ماننے سے انکار کرتے ہوئے مجنون محذوف مدروس کہا ہے۔ لیکن علامہ عشق آبادی کا ارشاد ہے کہ "جب فاع حاصل کرنے میں دو زحاف (حذف و طمس) کافی ہیں تو تین زحافوں سے مجروح کرنے کی کیا ضرورت ہے"[1] لیکن محقق کا فرمان ہے کہ فاعلاتن میں جب خبن سے فِعلاتن بنائیں اور اس سے فاع حاصل کریں تو نہ کہنا چاہئے کہ یہ رکن محذوف مطموس ہے۔ فاع میں جو دو ساکن حروف ہیں انہیں وتد (مجموع) سے جاننا چاہئے کہ اس سے ایک حرفِ متحرک گر گیا اور دوسرا ساکن ہوگیا۔ اس طرح وتد سے بچے ہوئے دو ساکن حرف فَ سے مل کر فاع بن گئے۔ یعنی فاعلاتن میں خبن و حذف کے بعد وتدِ مجموع کا ایک حرفِ متحرک ساقط کرنا اور دوسرے کو ساکن کرنا درس ہے۔

علامہ عشق آبادی کا یہاں اجتماعِ حذف طمس کہنا مجھے تسلیم نہیں کیونکہ طمس کا عمل رکن کے آخر میں واقع وتدِ مجموع پر چل سکتا ہے، فاعلاتن میں وتدِ مجموع دو اسبابِ خفیفہ کے درمیان محفوظ بیٹھا ہے۔

محقق کے عمل سے تو اس زحاف کا طرزِ عمل ہی بدل جاتا ہے:

۱۔ فاعلن، مس تف علن اور متفاعلن میں وتدِ مجموع آخر رکن میں ہے جس پر اس زحاف کا عمل ہوتا ہے جبکہ فاعلاتن میں وتد درمیان میں واقع ہونے کے باوجود اسے استعمال کیا گیا ہے۔

۲۔ فاعلن، مس تف علن اور متفاعلن میں اس زحاف کے ذریعے وتدِ مجموع علن کے ع و لام

---

[1] اردو ادب شمارہ ۳ ۱۹۶۵ء صفحہ ۸۸ علیگڈھ

دسویں صدی قبل از مسیح ہے۔ بہر حال ہندوستانی اور یونانی عروضوں کی بزرگی کے سبھی قائل ہیں۔ لیکن تعجب کا مقام ہے کہ سکندر اعظم کے ناکام منصوبۂ تسخیرِ ہند، چندر گپت موریہ کی یونانیوں پر فتح اور سکندر کے سپہ سالار سیلوکس کی بیٹی کارنیلیا سے شادی رچانا نیز پالی شاہ کار 'ملند پنہہ' میں درج دوسری صدی قبل از مسیح کا معرکۂ ملندر وناگ سین، بودھ عالم ناگ سین کے جوابوں سے متاثر ہو کر یونانی حکمران کا بودھ مذہب اختیار کرنا، ٹیکسلہ (تکش شلا) یونیورسٹی میں مقامی و بیرونی طلبا کو متعدد موضوعات کے علاوہ موسیقی و شاعری کے موضوع پڑھائے جانا، وغیرہ حقائق کے باوجود علمِ عروض کے شعبہ میں ہند اور یونان دونوں ملک ایک دوسرے کیلئے اچھوت بنے رہے۔ حالانکہ اور شعبوں میں دونوں ملکوں نے ایک دوسرے کو خوب خوب متاثر کیا۔

عربوں کے بھی اہلِ ہند سے تعلقات بہت پرانے چلے آرہے ہیں۔ قدیم عربی شاعری میں متعدد سنسکرت الفاظ کا استعمال اس عقیدہ کو مزید پختہ کرتا ہے۔ عباسی دور تو بھارت عرب تعلقات کا سنہری زمانہ مانا جاتا ہے کہ جب تعلیم، سائنس اور ایجاد کے شعبہ میں حیرت انگیز ترقی ہوئی۔ عباسی دور میں بھارتی سائنس دان خاص طور پر مدعو کئے جاتے تھے اور بغداد میں انہیں ہر طرح کی سہولت مہیّا کی جاتی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب بھارتی علم سیارگاں، ریاضی، ادویہ، فلسفہ اور جغرافیہ اہلِ عرب کی دلچسپی کا خاص موضوع تھے۔ ابراہیم الفزاری کا شاہ کار 'کتاب الجز' محمد بن موسیٰ الخوارزمی کی کتاب 'الجز'، بھارتی سوریہ سدھانت، سے اور آریہ بھٹ سے متاثر ہو کر لکھی گئی۔ الخوارزمی اور حبش الحسیب نے ریاضی کے شعبہ میں اہلِ عرب کو بھارتی 'صفر' کے تخیل سے متعارف کرایا۔ یہ سب دس بیس برس پہلے کی شروعات سے ممکن نہیں تھا۔ بھارت عرب تعلقات کا سنہری زمانہ یقیناً ان تہذیبی و ثقافتی تحریکوں کا رہینِ منت ہے جو اس سے برسوں پہلے ظہور پذیر ہونے لگ گئی تھیں۔

ایک تحریر کے مطابق حضرت محمدؐ کے زمانے میں ہند کی تلوار بھی عرب میں مشہور ہو چکی تھی۔ اس حقیقت کی تصدیق خزانۂ عامرہ، میں مندرج اس تذکرے سے ہوتی ہے جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اصلاحِ شعر مسنون ہے۔ لکھا ہے کہ "انسٹھ ۵۹ مرد شاعر اور بارہ عورتیں شاعرہ، سب اکہتر آدمی جناب عرش مآب رسولِ خدا صلعم کے مداح تھے۔ ایک بار کعب ابنِ زبیر نے حضرت کی

کی تحریکوں اور نون کو ساقط کرنے کا حکم ہے۔ اس کے برعکس فاعلاتن میں وتدمجموع کے ایک حرفِ متحرک کو ساقط کرنے اور دوسرے متحرک کو ساکن کرنے سے ہی کام چلا لیا اور وتدمجموع کا حرفِ ساکن بھی صاف بچ گیا۔ اس تشخیص کی روشنی میں یہ کوئی قاعدہ نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اب فاعلاتن سے اس فاع کی جگہ فع کیونکر حاصل ہو؟

یوں تو عروضیوں نے زحافِ جحف (حذف + حذذ) کے ذریعے فاعلاتن سے فع حاصل کیا ہے، مگر غلط کیا ہے، کیونکہ حذذ کا عمل آخرِ رکن میں وتدِ مجموع پر چلتا ہے نہ کہ درمیان میں واقع وتدِ مجموع پر۔ لہٰذا میں نیا زحاف عزل پیش کرتا ہوں جس کی تعریف ہے رکن کے درمیان سے وتدِ مجموع کو باہر گرانا۔ اب حذف و عزل کے اشتراک سے فع بآسانی حاصل ہو گیا ہے۔ اور محقق کے درس سے بھی فارخطی مل گئی ہے۔

تسبیغ | مزاحف رکن کے آخر میں سببِ خفیف کو سببِ متوسط میں بدلنا بذریعہ اضافۂ یک حرف

اذالہ | مزاحف رکن کے آخر میں وتدِ مجموع کو وتدِ کثرت میں بدلنا، بذریعہ اضافۂ یک حرف

ان دونوں کے لئے حکم ہے کہ یہ سالم رکن میں استعمال نہیں ہوتے، کیونکہ ایسا کرنے سے بحر دائرے سے باہر ہو جاتی ہے۔ مزاحف رکن میں بھی بقولِ محقق نصیرالدین طوسی رحمۃ ــــــ "نقصان کے بعد زیادت شنیع ہے۔" آخری رکن کے آخری جزو کو ان زحافوں کی مدد سے سببِ متوسط یا وتدِ کثرت میں بدل دینے کے بعد بھی بحر دائرے میں نہیں رہتی لہٰذا دونوں بیکار زحاف ہیں۔ ان کا علاج بھی یہی ہے کہ مصرع کے آخر میں حرفِ زائد کو تقطیع میں شمار نہ کیا جائے۔

ترفیل | عروض و ضرب میں متفاعلن کے وتدِ مجموع میں ایک سببِ خفیف کا اضافہ کر کے رکن کو متفاعلاتن بنانا۔

تطویل | متفاعلاتن میں اسباغ کر کے متفاعلاتان بنانا۔

خزم | یہ عروضِ خلیلیہ کا ایک جکڑ زحاف ہے، اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کا کسی رکن

یا بحر سے کوئی تعلق نہیں، لیکن اس کا مقام صدر وابتدا سے بھی پہلے ہے اور اس کی سلطنت مصرع کے وزن کے علاوہ ایک سے چار حروفِ زائدہ تک ہے جو محسوبِ تقطیع بھی نہیں ہوتے لیکن مصرع یا شعر کے معنی ان کے بغیر ادا نہیں ہوتے۔ گویا خزم میں صنعت کا وصف بھی ہے۔

یہ پانچوں زحاف قہر بر جانِ عروض ہیں۔ لہٰذا قابلِ ترک ہیں۔ لیکن غالبؔ کی رباعی کے متنازعہ مصرع کو وزن میں خزم ہی لا سکتا ہے۔

بہر حال ترفیل، تطویل اور خزم تینوں زحاف عروض میں 'تو کون؟ میں خواہ مخواہ' کے مصداق ہیں۔

تنوین | مفعولاتُ میں ن کا اضافہ کر کے مفعولاتن بنانا۔ یہ زحاف محبؔ دہلوی نے ایجاد فرمایا تھا۔

ثقل | مفعولاتُ کی واؤ کو تحریک دے کر مفعَلاتُ بنانا۔ یہ زحاف بھی محبؔ دہلوی کی ایجاد ہے۔

یہ دونوں زحاف ایجادِ بندہ ہیں۔ اسی لئے پیدا تو کر دئے گئے مگر پیدا ہوتے ہی مر گئے۔

غلط مستعمل زحاف

بعض غلط مستعمل زحافوں کی نشان دہی پچھلے صفحات پر ہو چکی ہے۔ اس قسم کے باقی ماندہ زحافوں کا ذکر آئندہ سطور میں پیش کر رہا ہوں۔ ان زحافوں میں زیادہ تر وہ زحاف ہیں جو ہیں تو سببی یا وتادی، مگر ان کا عمل بلا لحاظ رکنِ سالم فاصلہ صغریٰ پر کیا جا رہا ہے۔ ان زحافوں کو رد کر دینا چاہئے تاکہ فاصلۂ صغریٰ کی حیثیت بنی رہے اور عروض کے سر سے زحافی بوجھ اتر جائے۔

ایسے باقی ماندہ غلط مستعمل زحافوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

فاصلہ صغریٰ میں مستعمل غلط زحاف

یہ وہ زحاف ہیں جن کا عمل کرتے وقت فاصلۂ صغریٰ کی اصالت نظر انداز کر دی گئی ہے۔

عقل یہ عصب اور قبض کا اجتماع ہے۔
مفاعلتن کے فاصلۂ صغریٰ میں لام متحرک کو ساکن کر کے مفاعی لن بنانا پھر سبب تصور کر کے زحاف قبض سے اس رکن کا پانچواں حرفِ ساکن گرا کر مفاعلن بنانا۔

نقص اجتماعِ عصب و کف ہے۔
مفاعلتن کے فاصلہ صغریٰ میں لام متحرک کو بذریعہ عصب ساکن کر کے مفاعی لن بنانا پھر لن کو سببِ خفیف سمجھ کر بذریعہ کف اس کا نون ساقط کرنا اور اس طرح مفاعیلُ حاصل کرنا۔

قطف یہ اجتماعِ عصب و حذف ہے۔
مفاعلتن کے فاصلۂ صغریٰ میں لام متحرک کو ساکن کر کے مفاعی لن بنانا پھر سببِ خفیف کے زحاف حذف سے لن حذف کر کے فعولن حاصل کرنا۔ جب مفاعلتن اور متفاعلن کی تشکیل میں سببِ خفیف کا وجود ہی نہیں ہے تو ان پر سببِ خفیف کے زحافوں کو لادنا سینہ زوری ہے۔

وقص اجتماعِ اضمار و خبن ہے۔
متفاعلن میں فاصلۂ صغریٰ کی ت متحرک کو ساکن کر کے مس تف علن بنانا پھر اس پر سببِ خفیف کے زحافِ خبن کا عمل چلا کر مفاعلن حاصل کرنا۔

خزل اضمار و طے کا اجتماع ہے۔
متفاعلن میں فاصلہ صغریٰ کی ت متحرک کو ساکن کر کے مس تف علن بنانا پھر اس پر سببِ خفیف کے زحاف طے کے عمل سے مفتعِلن بنانا۔

جمم یہ اجتماعِ عقل و عضب ہے۔ زحاف عقل کے وجوب پر پہلے اعتراض کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا جمم بھی زحافِ معترضہ ہے۔

عقص یہ نقص و عضب کا اجتماع ہے۔ زحافِ نقص کی صحت پر اعتراض کیا جا چکا ہے اس لئے عقص بھی زحافِ معترضہ ہے۔

عروضی تقاضا ہے کہ مزاحف رکن پر دوبارہ یا سہ بارہ کسی زحاف کا عمل کرتے وقت سالم رکن کو مدِّ نظر رکھنا چاہئے تا کہ سبب کا زحاف سبب پر، وتد کا وتد پر اور فاصلے کا زحاف

فاصلے پر ہی چلے۔ لیکن مذکورہ زحافات کے عمل میں کسی قانون کسی تقاضے کا لحاظ نہیں برتا گیا ہے۔ لہٰذا یہ سب زحاف قابلِ تنسیخ ہیں۔ ان کی کمی کو پورا کرنے کیلئے میں نے مندرجہ ذیل زحاف بنائے ہیں:

۱۔ قصب:۔ فاصلۂ صغریٰ کا پہلا حرفِ متحرک ساقط کرنا۔
۲۔ قصف:۔ فاصلۂ صغریٰ کے شروع سے دو حروفِ متحرک گرانا۔
۳۔ قزل:۔ فاصلۂ صغریٰ کا حرفِ ساکن گرانا۔
۴۔ اصفار:۔ بیت کے آخر میں رکن سے پورا فاصلۂ صغریٰ ساقط کرنا
۵۔ تسبّب:۔ متفاعلن کے مزاحف رکن مُتَفْعِلُنْ میں بذریعہ تسکین مرتین اسبابِ خفیفہ پیدا کرنا۔

ان زحافوں سے پیدا شدہ فروعات کی تفصیل بہ حسبِ ذیل ہے:

فروعاتِ مفاعلتن

مختص بہ صدر و ابتدا	عام	مختص بہ عروض و ضرب
مفتَعِلن اخرم	مفاعی لن مسکن	فِعِلن ابتر (نئی تعریف بتر)
مف عولن اخرم مسکن	مفاعیلُ مسکن اقزل	فعْلن ابتر مسکن (" " ")
فاعلن اخرم مقصوب	مفاعلن مقصوب	فع ابتر مقصوف (" " "
مف عولُ اخرم مسکن اقزل	فعولن مقصوف	فعَل اصفر

فروعاتِ متفاعلن

مختص بہ صدر و ابتدا	عام	مختص بہ عروض وضرب
	مس تف علن مسکن	فعِلاتن : مقطوع
	مفتعِلن مسکن اقزل	فعولن : مقصوب مقطوع
صدر و ابتدا سے مختص ۔	مفاعلن : مقصوب	فعَل : اصفر
کوئی فروع نہیں ۔	مفعولن : اقزل مسبّب	مفعولن : مسکن مقطوع
	فاعلن : مقصوف	فع : اصفر مقطوع
	فعِلن : مقصوف اقزل	فعِلن : محذوذ
	فعْلن : مقصوف اقزل مسکن	فعْلن : محذوذ مسکن

دیگر زحافاتِ غلط مستعمل

نحر اسے اجتماعِ صلم و حذف بتایا گیا ہے ۔
مفعولاتُ سے بذریعہ صلم رکن کے آخر سے لاتُ (وتدِ مفروق) گرانے کے بعد مفعو بچتا ہے۔
اس سے ایک سببِ خفیف ساقط کرنے کو حذف کا عمل بتایا گیا ہے جبکہ اسے رفع کا عمل کہنا چاہئے کیونکہ یہ بچے ہوئے اسبابِ خفیفہ رکن کے شروع کے ہیں ۔ حذف رکن کے آخر کے سبب پر وارد ہوتا ہے ۔ لہٰذا یہ اجتماعِ صلم و رفع ہے ۔

جحف یہ اجتماعِ حذف و خذذ بتایا گیا ہے ۔ اس زحاف پر پہلے بھی بحث کر چکا ہوں کہ فاعلاتن کے تن کو حذف کرنے کے بعد علا کو حذذ سے گرا کر فع حاصل کرتے ہیں ۔
یہاں علا پر حذذ کا عمل غلط ہے کیونکہ علا رکن کے درمیان میں واقع ہے، آخر میں نہیں ۔ یہاں بھی رکن کی سالم حیثیت نظر انداز کر دی گئی ہے ۔ لیکن فاعلاتن سے فع کیونکر حاصل ہو؟ عروض میں ایسا کوئی زحاف نہیں جو کہ رکن کے درمیان میں واقع وتدِ مجموع کو ساقط کرے ۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر میں نے فاعلاتن کے وتدِ مجموع کو ساقط کرنے والا زحاف عزل ایجاد کیا ہے جو

حذف کی مدد سے فاعلاتن سے فع پیدا کر دیتا ہے۔ لہٰذا جحف اب اجتماعِ عزل و حذف ٹھہرتا ہے۔

بتر

علامہ عشق آبادی نے مجھے جون ۳، ۱۹۶۱ء کے خط میں لکھا۔

" زحافِ بتر کے متعلق میں تمہیں زبانی بتا چکا ہوں اور کسی مضمون میں لکھ بھی چکا ہوں کہ یہ چوں چوں کا مربہ ہے اور آوارہ زحاف ہے۔ اس کی ضرورت ہی نہیں۔ محقق طوسی رحمۃ اللہ علیہ سے پیشتر حذف و قطع کے اجتماع کو لکھتے تھے۔ کسی نے جب و خرم کو بتر لکھا ہے، کسی نے ثلم و حذف کے مرکب کو لکھا ہے۔ غرض سب بے کار ہیں۔ اور اس زحاف کو عروض باہر کر دینا چاہیئے۔"

علامہؒ نے اپنے خط کے ذریعے بتر کی تعریفوں کی نشاندہی کرنے کے بعد اسے عروض باہر کرنے کے لائق سمجھا ہے۔ اس کی تعریفیں یوں ہیں:

۱۔ اجتماعِ حذف و قطع

۲۔ اجتماعِ جب خرم

۳۔ اجتماعِ ثلم و حذف

۱۔ حذف و قطع کے عمل سے فعولن سے فع حاصل کرتے ہیں۔ یعنی فعولن سے بذریعہ حذف لن گرا کر فعو (وتدِ مجموع) کا ایک حرفِ متحرک ساقط کرتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ قطع کے عمل کے لئے وتدِ مجموع آخرِ رکن میں چاہیئے جبکہ فعولن میں یہ شروعِ رکن میں واقع ہے۔ لہٰذا یہ عمل غلط ہے۔

۲۔ جب و خرم کے ذریعے مفاعی لن سے فع حاصل کرتے ہیں، یوں کہ رکن ہٰذا سے عی لن کو بذریعہ جبّ ساقط کر کے مفا کے میم کو خرم سے گرا کر فا یعنی فع حاصل کرتے ہیں۔ فع عروض و ضرب میں آتا ہے اور خرم مختص بہ صدر و ابتدا ہے۔ یہ عمل بھی غلط ٹھہرتا ہے۔ شمس الدین فقیر کی بتر کی یہ تعریف حیران کن ہے۔

۳۔ اجتماعِ ثلم و حذف بتانے والے فعولن سے لن حذف کرتے ہیں اور فعو کی ف کو بذریعہ ثلم ساقط کر کے عو منقول بہ فع حاصل کرتے ہیں۔ اس میں بھی وہی قباحت ہے کہ فع کا مقام عروض و ضرب ہے اور ثلم جو خرم ہی کا دوسرا نام ہے مختص بہ صدر و ابتدا ہے۔

محقق طوسی نے بھی فاعلاتن کے مزاحف رکن فعْلن کو ابتر کہا ہے۔ جو بذریعہ حذف و قطع حاصل ہوتا ہے۔ بذریعہ حذف فاعلاتن کا تن ساقط کر کے رکن کے درمیان میں پڑے وتد مجموع کو محقق نے قطع کی چھری سے حلال کیونکر کر دیا؟ یہ عمل قطعاً خلافِ تعریفِ قطع ہے۔ میرے ایجاد کردہ

نئے زحاف عزل سے یہ کام لینا انسب ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ فعولن سے فع کیوں کر حاصل ہو؟ ابنِ قیس فعولن سے وتد گرا کر فع حاصل کرنے کو بتر کہتے ہیں۔ میں بتر کو وسعت دینے کے لئے رکن کے شروع کا وتد گرانے کو بتر کہتا ہوں اِس سے بتر مفرد زحاف بن جاتا ہے۔ اور اسے عروض باہر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

متنازعہ زحافات کی اس بحث سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ کل تریپن[۵۳] زحافوں میں سے زیادہ تر زحافات (اکتیس[۳۱] زحاف) آثار قدیمہ ہیں۔ باقی بائیس[۲۲] زحاف کار آمد اور اصح ہیں۔ ان میں سے بھی کچھ زحاف ایسے ہیں ـــــ جن کی تعریف میں ترمیم کر دی گئی ہے۔ اور چھ زحاف (وتدِ مجموع کیلئے عزل اور فاصلہ صغریٰ کے لئے قصب، قصف، قزل، تسبّب اور اصفار) میں نے ایجاد کر دئے ہیں۔

مسترد زحافات کے نام یہ ہیں:

ثلم، عضب، ثرم، عصب، اضمار، تخنیق، تشعیث، قصر، وقف، عرج، طمس، سلخ، ہتم، جدع، زلل، کبل، درس، تسبیغ، اذالہ، ترفیل، تطویل، خزم، تنوین، ثقل، عقل، نقص، قطف، وقص، خزل، جمم، اور عقص۔

بیانِ زحافات

سبب کے زحاف

۱۔ خبن (عام)۔ شروع رکن میں سببِ خفیف کا حرفِ ساکن ساقط کرنا، مزاحف نام مخبون ہے۔

ا۔ فاعلن کا مخبون رکن فعِلن ہے
ب۔ مف عولُ " " " فعولُ ہے
ج۔ فاعلاتن " " " فعِلاتن ہے
د۔ مس تف علن " " " مفاعلن ہے
ہ۔ مف عولاتُ " " " مفاعیلُ ہے
و۔ مس تفعِ لن " " " مفاعِ لن ہے

۲۔ طے (عام)۔ رکن کے درمیان واقع سبب خفیف کا چوتھا حرفِ ساکن گرانا۔ مزاحف نام مطوی ہے۔

ا۔ مس تف علن کا مطوی رکن مفتعِلن ہے
ب۔ مف عولاتُ " " " فاعِ لاتُ ہے

۳۔ قبض (عام)۔ رکن کے درمیان یا آخری سبب خفیف کا پانچواں حرفِ ساکن ساقط کرنا۔ مزاحف نام مقبوض ہے

ا۔ فعولن کا مقبوض رکن فعولُ ہے
ب۔ فاعِ لن " " " فاعِ لُ ہے
ج۔ مفاعی لن " " " مفاعِلن ہے
د۔ فاعِ لاتن " " " مفتعِ لن ہے

۴۔ **کف (عام)**۔ رکن کے آخرے سبب کا ساتواں حرفِ ساکن گرانا۔ مزاحف نام مکفوف ہے۔

ا۔ مفاعی لن کا مکفوف رکن مفاعیلُ ہے
ب۔ فاعلاتن " " " فاعِلاتُ ہے
ج۔ فاعِ لاتن " " " فاعِ لاتُ ہے
د۔ مس تفعِ لن " " " مس تفعِ لُ ہے

۵۔ **رفع (عام)**۔ شروعِ رکن میں دو میں سے ایک سبب خفیف گرانا۔ مزاحف نام مرفوع ہے۔

ا۔ مس تف علن کا مرفوع رکن فاعلن ہے
ب۔ مف عولاتُ " " " مفعولُ ہے

۶۔ **حذف (خاص)**۔ آخرِ بیت میں رکن کے آخرے سببِ خفیف گرانا۔ مزاحف رکن محذوف ہے۔

ا۔ فعولن کا محذوف رکن فعَل ہے
ب۔ فاعِ لن " " " فعلْ ہے
ج۔ مفاعی لن " " " فعولن ہے
د۔ فاعلاتن " " " فاعلن ہے
ہ۔ فاعِ لاتن " " " فاع لن ہے
و۔ مس تفعِ لن " " " مفعولُ ہے

۷۔ **ربع (خاص)**۔ آخرِ بیت میں رکن کے شروع و آخرے اسباب خفیفہ کو ساقط کرنا۔ مزاحف نام مربوع ہے:

ا۔ فاعلاتن کا مربوع رکن فعَل ہے
ب۔ مس تفعِ لن " " " فعلْ ہے

۸۔ **جبّ (خاص)**۔ آخرِ بیت میں رکن کے آخرے دو اسبابِ خفیفہ کو گرا دینا۔ مزاحف رکن کا نام مجبوب ہے۔

ا۔ مفاعی لن کا مجبوب رکن فعَل ہے
ب۔ فاعِ لاتن " " " فعلْ ہے

فعلْ

۹۔شکل (عام)۔ خبن اور کف سے بنا مرکب زحاف ہے ۔ مزاحف رکن مشکول ہے ۔

ا۔ فاعلاتن کا مشکول رکن فعلاتُ ہے

ب۔ مس تفع لن " " " مفاعِلُ ہے

۱۰۔خبل (عام)۔ خبن وطے سے بنا، مرکب زحاف ہے ۔ مزاحف رکن مخبول ہے ۔

ا۔ مس تف علن کا مخبول رکن فعِلَتُن ہے

ب۔ مف عولاتُ " " " فعِلاتُ ہے

وتد مجموع کے زحاف

اس جزو کے سبھی زحاف خاص ہیں ۔

۱۱۔خرم:۔ شروعِ بیت میں شروعِ رکن کے وتدِ مجموع کا پہلا حرف ساقط کرنا۔ مزاحف نام اخرم ہے۔

ا۔ فعولن کا اخرم رکن فعلن ہے

ب۔ مفاعی لن " " " مفعولن ہے

ج۔ مفاعلتن " " " مفتعِلن ہے

۱۲۔قطع:۔ آخرِ بیت میں رکن کے آخر سے وتد مجموع کا ایک متحرک حرف گرانا۔ مزاحف نام مقطوع ہے۔

ا۔ فاعلن کا مقطوع رکن فعلن ہے

ب۔ مس تف علن " " " مفعولن ہے

ج۔ متفاعلن " " " فعِلاتن ہے

۱۳۔بتر:۔ (تعریفِ نو) آخرِ بیت میں رکن کے شروع کے وتدِ مجموع کو ساقط کرنا۔ مزاحف نام ابتر ہے۔

ا۔ فعولن کا ابتر رکن فع ہے

ب۔ مفاعی لن " " " فعلن ہے

ج۔ مفاعلتن " " " فعِلن ہے

۱۴۔عزل:۔ (نیا زحاف) آخرِ بیت میں رکن کے درمیان سے وتد مجموع گرانا۔ مزاحف نام اعزل ہے ۔

فاعلاتن کا اعزل رکن فعْلن ہے.

مدح میں یہ شعر کہہ کر گزرانا ہے

إِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِہٖ
مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوفِ الْهِنْدِ مَسْلُولُ

(یعنی پیغمبر ایک نور ہے کہ اس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ وہ ایک کھنچی ہوئی تلوار ہے جو شمشیر ہائے ہند سے تیز و براں ہے)۔ حضرت نے سیوف الہند کے عوض سیوف اللہ بنایا۔" اس واقعہ سے یقین پختہ ہوتا ہے کہ جب حضرت محمدؐ کے وقت ہند کی تلوار اس قدر مشہور ہو گئی تھی تو خلیل کے زمانے تک تو اہلِ عرب و عجم بھارت کے دیگر علوم و فنون سے بھی بخوبی واقف ہو گئے ہونگے۔

ہر زبان کا حروفی نظام یعنی ترتیبِ حرکات و سکنات مخصوص ہے۔ مثال کے طور پر عربی اور فارسی ایسی زبانیں ہیں جن کا ہر لفظ حرفِ متحرک سے شروع ہوتا ہے اور لفظ کا آخری حرف عموماً ساکن ہوتا ہے۔ اس کے برعکس سنسکرت زبان میں ایسے بے شمار الفاظ ہیں جن کا پہلا حرف ساکن ہے۔ یہ الگ بات ہے وہ ازروئے عروض محسوبِ تقطیع نہیں ہوتا۔ سنسکرت زبان میں متوالی چار متحرک حروف کے الفاظ کی کمی نہیں جبکہ عربی فارسی میں زیادہ سے زیادہ متوالی تین تحریکوں کے الفاظ ہیں۔ فارسی زبان میں لفظ کے آخر میں تین تک ساکن حروف آتے ہیں مثلاً دوست، راست۔ سنسکرت میں راشٹر، شاستر، ماتر وغیرہ میں آخری حرف یعنی تیسرا حرف متحرک ہوتا ہے۔ عملی طور پر تو فارسی کے دوست اور راست جیسی ساخت کے الفاظ میں بھی آخری حرف متحرک ہی ہوتا ہے۔ لیکن دستور یہ ہے کہ تقطیع میں تیسرے حرف کو ساقط کر کے دوسرے ساکن کو متحرک شمار کرتے ہیں جبکہ سنسکرت میں تیسرا حرف متحرک ہونے کی وجہ سے بنا رہتا ہے اور دوسرا ساکن محسوبِ تقطیع نہیں ہوتا۔ انگریزی زبان میں بھی ایسے بے شمار الفاظ ہیں جن کا پہلا حرف ساکن ہوتا ہے مگر اس زبان کا عروض یونانی عروض کا رہینِ منت ہے۔

انگریزی زبان کے عروض میں بنیادی اکائیوں کو "فٹ" کہتے ہیں یہ اکائیاں تین ہیں۔ آئیمب، ٹروکی اور اناپیسٹ۔ آئیمب میں دو سلیبل (جزو) ہوتے ہیں۔ پہلا ہلکا اور دوسرا بھاری۔ ٹروکی آئیمب کی مقلوبی صورت ہے اور اناپیسٹ میں تین سلیبل ہوتے ہیں جن میں پہلے دو سلیبل ہلکے اور تیسرا سلیبل بھاری ہوتا ہے۔ انگریزی عروض کا انحصار انہی اکائیوں پر ہے" بلکہ کہا جاتا ہے کہ انگریزی فطری طور پر آئیمبک، چال ڈھال کی زبان ہے یہی وجہ ہے

۱۵۔حذذ:۔ آخرِ بیت میں رکن کے آخر سے وتدِ مجموع ساقط کرنا۔ مزاحف نام احذ ہے۔
ا۔ فَاعلن کا اخذ رکن فع ہے
ب۔ مس تف علن " " " فعلن ہے
ج۔ متفاعلن " " " فعِلن ہے

۱۶۔خرب:۔ بیت کے شروع میں خرم وکف کا عمل کرنا۔ مزاحف نام اخرب ہے۔
مفاعی لن کا اخرب رکن مفعولُ ہے

۱۷۔شتر:۔ بیت کے شروع میں خرم وقبض کا عمل کرنا۔ مزاحف رکن اشتر ہے۔
ا۔ فعولن کا اشتر رکن فعلُ ہے
ب۔ مفاعی لن " " " فاعلن ہے

وتدِ مفروق کے زحاف

۱۸۔کشف:۔ (تعریفِ نو) بیت کے آخر میں وتدِ مفروق کے دوسرے حرفِ متحرک کو ساقط کرنا۔ مزاحف نام مکشوف ہے
(خاص)
ا۔ مف عولُ کا مکشوف رکن فعلن ہے
ب۔ فاعِ لن " " " فعلن ہے
ج۔ فاعِ لاتن " " " مفعولن ہے
د۔ مس تفعِ لن " " " مفعولن ہے
ہ۔ مف عولاتُ " " " مفعولن ہے

۱۹۔صلم:۔ (تعریفِ نو) آخرِ بیت میں وتدِ مفروق کو رکن سے گرانا۔ مزاحف نام اصلم ہے۔
(خاص)
ا۔ مف عولُ کا اصلم رکن فع ہے
ب۔ فاعِ لن " " " فع ہے
ج۔ فاعِ لاتن " " " فعلن ہے
د۔ مس تفعِ لن " " " فعلن ہے
ہ۔ مف عولاتُ " " " فعلن ہے

فَاصلۂ صغریٰ کے زحَاف

۲۰۔ قصب:۔ رکن میں فاصلۂ صغریٰ کا پہلا حرف ساقط کرنا۔ مزاحف نام مقصوب ہے۔
(عام) ا۔ متفاعلن کا مقصوب رکن مفاعلن ہے
ب۔ مفاعَلَتُن " " " مفاعلن ہے

۲۱۔ قصف:۔ رکن میں فاصلہ صغریٰ کے پہلے دو حرف ساقط کرنا۔ مزاحف نام مقصوف ہے۔
(عام) ا۔ متفاعلن کا مقصوف رکن فاعلن ہے
ب۔ مفاعلتن " " " فعولن ہے

۲۲۔ قزل:۔ رکن میں فاصلہ صغریٰ کا حرفِ ساکن گرانا۔ مزاحف نام اقزل ہے۔
(عام) ا۔ متفاعلن کا اقزل رکن مُتَفَعِلُن ہے
ب۔ مفاعلتن " " " مفاعِلَتُ ہے

۲۳۔ اصفار:۔ بیت کے آخر میں رکن سے پورا فاصلہ صغریٰ ساقط کرنا۔
(خاص) مزاحف نام اصفر ہے۔
ا۔ متفاعلن کا اصفر رکن فعَل ہے
ب۔ مفاعلتن " " فعَل ہے

متفرق زحَافَات

۲۴۔ نحر:۔ (تعریفِ نو) رکن میں صلم و رفع کا عمل کرنا۔ مزاحف نام منحور ہے۔
(خاص) مفعولاتُ کا منحور رکن فع ہے

۲۵۔ جحف:۔ (تعریفِ نو) رکن میں، عزل و حذف کا عمل کرنا۔ مزاحف نام
(خاص) مجحوف ہے۔
فاعلاتن کا مجحوف رکن فع ہے

۲۶۔ خلع:۔ رکن میں خبن و قطع کا عمل کرنا ۔ مزاحف نام مخلّع ہے
(خاص) ا۔ فاعلن کا مخلع رکن **فعَل** ہے
ب۔ مس تف علن " " " **فعولن** ہے

۲۷۔ تسکین:۔ بیت کے کسی بھی مقام پر رکنِ سالم یا ارکانِ مزاحف میں تین متحرک حروفِ
(عام) متوالی میں وسط کے متحرک حرف کو ساکن بنانا ۔

۲۸۔ تسبّب:۔ تسکین مرتین کے ذریعے اسبابِ خفیف پیدا کرنا۔ مزاحف نام مسبّب ہے ۔ یہ
(عام) زحاف فاصلۂ صغریٰ و وتدِ مجموع دونوں پر اثرانداز ہوتا ہے ۔
متفاعلن اقزل مُتَفَعِلُن کا مسبّب رکن مفعولن ہے ۔

ارکانِ اثنا عشرہ کی سبھی مستعمل فروعات ان اٹھائیس زحافوں سے ہی برآمد ہوجاتی ہیں ۔ لیکن میرے مجوزہ اصولِ تقطیع کے مطابق عروض وضرب میں حرفِ موقوف کو محسوبِ تقطیع نہ کرنا لازم ہے ۔

ڈاکٹر کُندن اراولی کی

دیگر تصانیف

(زیرِ طبع)

۱۔ مجموعۂ کلامِ اُردو

۲۔ ہندی غزل : پرمپرا اور پریوگ
(پی ایچ۔ ڈی تھیسس)

۳۔ مجموعۂ رُباعیات

۴۔ مجموعۂ کلام ہندی

۵۔ خطوط : میرے نام

مُکُل پرکاشن ۔ چنڈی گڑھ

کہ اس کا عروض یونانی عروض سے ماخوذ ہے۔ دھیان رکھنے کی بات ہے کہ انگریزی عروض میں حرف کا نہیں، سلیبل کا حساب ہے۔

عربی عروض میں ایسی اکائیوں کو اسباب، اوتاد اور فواصل کہتے ہیں جو بادی النظر میں تو انگریزی عروض کے سلیبل جیسے ہی لگتے ہیں مگر عروضِ خلیلیہ (عربی عروض) کی بنیاد حرکات و سکنات ہیں، جنھیں اجزائے اولیہ بھی کہتے ہیں۔ سنسکرت عروض کا بھی یہی خاصہ ہے۔

واضعِ عروضِ عربی خلیل بن احمد بصری نے سب سے چھوٹی اکائی سببِ خفیف رکھی ہے جو دو حرفی ہوتی ہے اور جس کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہوتا ہے۔ خلیل کا سببِ خفیف پنگل کے یہاں گرو (صوتِ کبیر) ہے، مگر پنگل نے اور بھی مہین کتائی کی ہے۔ یعنی اس نے سب سے چھوٹی اور پہلی اکائی کا نام لگھو (صوتِ صغیر) رکھا ہے۔ جو چھوٹی سے چھوٹی آواز کا ایک حرفِ متحرک ہوتا ہے۔ اور اس کا اصطلاحی نشان ایک کھڑی لکیر (ا) ہے جبکہ گرو کا نشان ایک خط منحرف (ی) ہے۔ وتدِ مجموع تین حرفی اکائی ہے جس میں پہلے دو حروف متحرک اور تیسرا ساکن ہوتا ہے۔ از روئے پنگل اس میں ایک لگھو اور ایک گرو (ای) ہے۔ وتدِ مفروق بھی تین حرفی اکائی ہے جس میں پہلا اور تیسرا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہوتا ہے۔ پنگل کے حساب سے وتدِ مفروق وتدِ مجموع کی مقلوبی صورت ہے یعنی ایک گرو اور ایک لگھو (یا) ہے فاصلۂ صغریٰ چار حرفی اکائی ہے جس میں پہلے تین حروف متحرک اور چوتھا ساکن یعنی دو لگھو اور ایک گرو (ااى) ہوتا ہے۔ پنگل کے مطابق اسے سگن सगण کہیں گے۔ یاد رہے کہ خلیل نے اجزائے ثانیہ یعنی جملہ اسباب و اوتاد و فواصل میں سے چار اجزا سببِ خفیف، وتدِ مجموع، وتدِ مفروق اور فاصلۂ صغریٰ کے اجتماع سے ارکانِ عشرہ کو تشکیل دے کر بحریں بنائی ہیں۔

بحریں بنانے میں اگر وہ صرف حرکات و سکنات کے اجتماع سے کام لیتا تو یہ پنگل کے چھند سوتر کے سوا کچھ اور نہ ہوتا۔ اجزائے ثانیہ یعنی اسباب و اوتاد و فواصل کے اجتماع سے بقاعدۂ تقدیم و تاخیر ارکان بنائے گئے جو علمِ صرف کے مطابق ہیں۔ ان اجزائے ثانیہ کو آگے پیچھے رکھنے سے اگر بحریں بنائی جاتیں تو بھی وہ علمِ صرف کے ارکان پر مشتمل ہوتیں۔ اس صورت میں یہ ضروری نہ ہوتا کہ کوئی بحر ارکانِ اصلی پر مبنی ہے یا غیر اصلی ارکان پر۔ خلیل نے علمِ صرف کے مطابق ارکان تشکیل دے کر جو بحریں بنائی ہیں ان میں حرکات و سکنات